

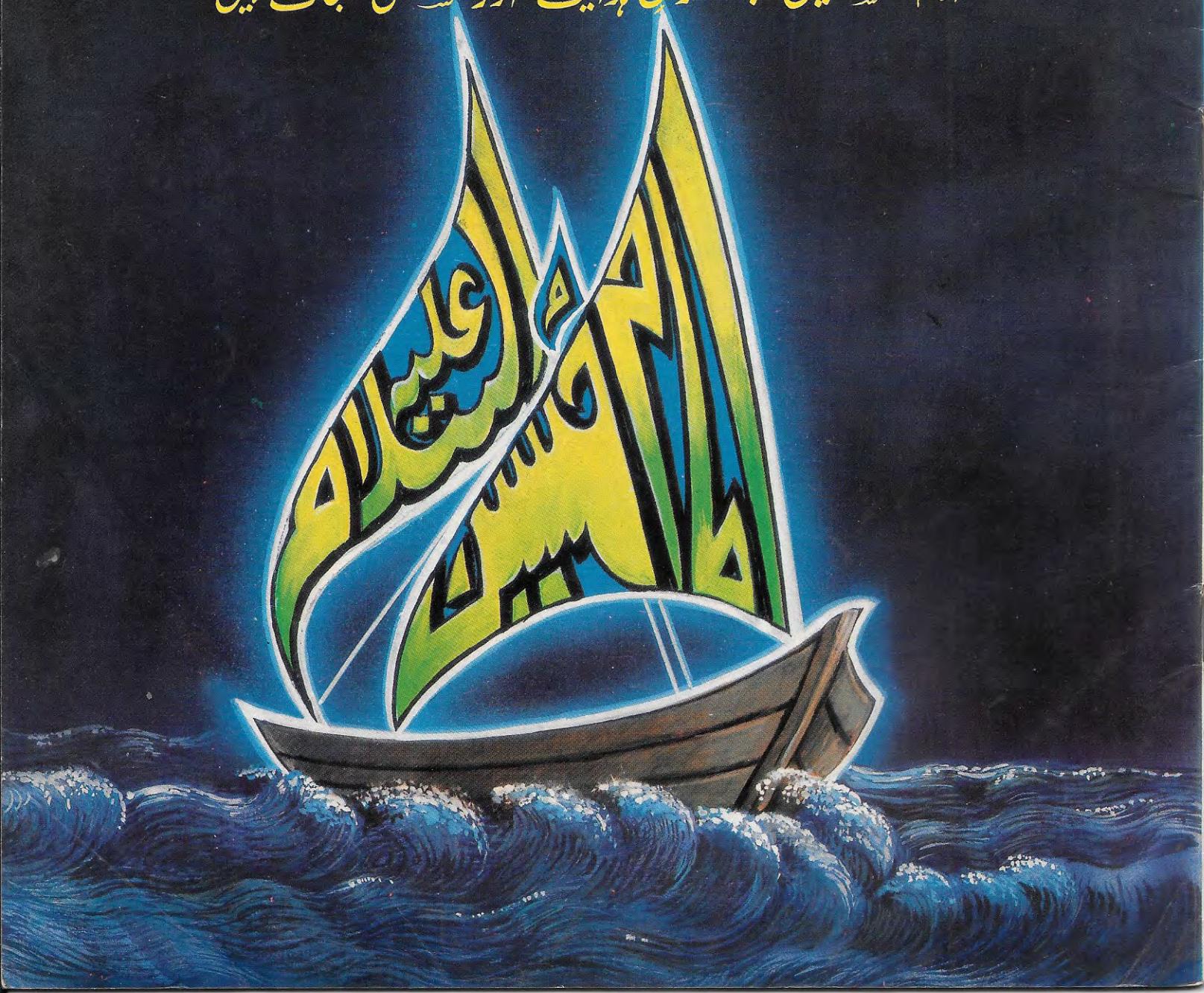


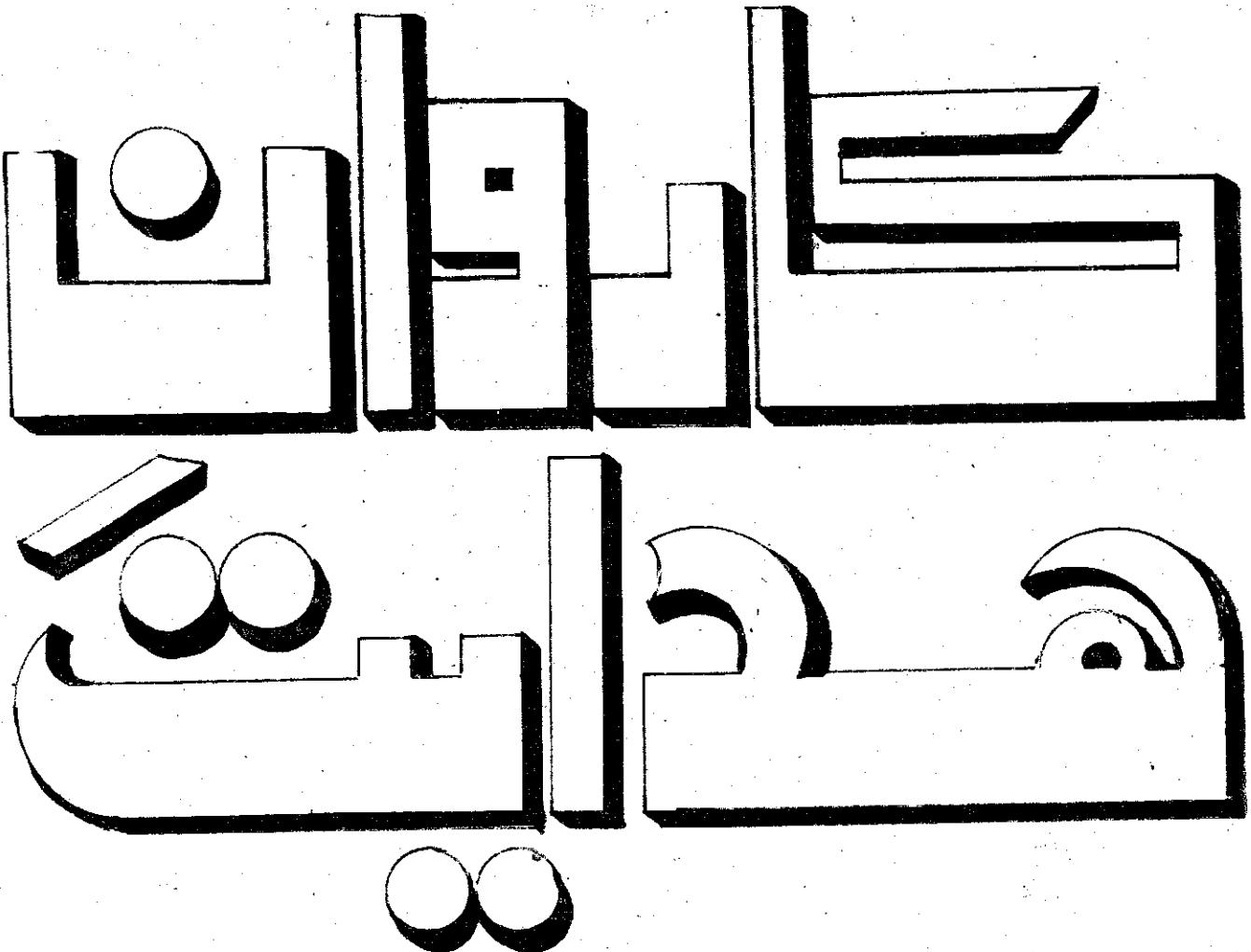
# الْمُتَنَظِّر

خصوصی شماره

محرم الحرام ۱۴۱۳ هـ

”إِنَّ الْحُسَيْنَ مِصْبَاحُ الْهُدَىٰ وَسَفِينَةُ النِّجَاهَةِ“  
امام حسین چراغِ بدایت اور کشتی نجات ہیں





محرومیوں کے آثار کے بجائے یقین، عزم، ثبات اور کامیابی و کامرانی کا الہی نور دک رہا ہے۔ ان میں سے ایک بی بی، یا تھریں لٹاہریزیو لئے، کبھی ان غمزدہ بیجوں کے پاس اگر ان کی گودلوں میں یتھے ہر سے بخون کو دھکتی ہیں، کبھی ایک دوسرا بی بی کو ساتھ لے کر شطوفات کی طرف رُخ لئے ہو گئے قدم قدم پُر کرتی ہوئی جھک جاتی ہیں، عزم سے دیکھ کر اسے بڑھ جاتی ہیں۔ دلوں ہی یہی قمع و چادر، البتہ چلنے کا انداز کچھ ایسا ہے جسے ضفت و نقابہ سے بار بار نہیں رکھنے پر مجبور کر دیتا ہو۔ ساحل سے کچھ فاصلے پر دلوں میڈرات ٹھنک جاتی ہیں جن بی بی کے ہاتھیں نیزہ تھا۔ وہ بیٹھ جاتی ہیں۔ کچھ غور سے دھکتی ہیں پھر دوسرا بی بی سے گھبرا کر کچھ کھتتی ہیں۔ دوسرا بی بی یہ تھا کہ اپنے چہرے کے اس پڑی چیز کے قریب لے جاتی ہیں اور ہمیں بی بی سسکیوں کے انداز میں رندھی ہوئی اواز میں کچھ کہتی ہیں، پہلی بی بی کے منہ سے ایک ہلکی سی چیخ نکل جاتی ہے۔ پھر ہمیں صبر کا دامن مانگتے ہوئے جانے نہیں دیتیں۔ اب دلوں کی بیباں ٹھنکے سے لگائے دن بخون کوئے کہ اس مقام کی طرف چہاں شہیدوں کی پامال لاشیں رکھتی ہوئی تھیں، سینھل سینھل کر اس طرح جاری ہیں جیسے انہیں گرفتاری کا اندر نہ ہو دلوں بخون کے ہاتھ پہلو میں بھول رہے اور پیر بار بار بیجوں کے پرستے گرتا ہیں۔ ان دلوں بخون کو شہیدوں کے دریاں لٹا کر واپس ہوتی ہیں پھر جیسے کچھ خجالت اگر ہو، پہلی بی بی ایک نشیب کی طرف بڑھ جاتی ہیں۔ صرف ایک

سورج کو گھن لگ چکا، چاند اپنے چہرے پر گرم کی سیاہ نقاپ ڈال چکا، زمین کرلا کامپ کا نپ کر رک گئی۔ سورج و سیاہ آندھاں صحرائے نیونا کے لئے ورنی میدان میں گم ہو گئیں اسماں سے خون کی بارش بھی تھم کی، راست دبے پاؤں، سہی سہی سی آگے بڑھ رہی ہے۔ انھیں اوزیر سے دیزتر ہوتا جا رہا ہے۔ جسے سلکتے ہوئے خیموں کا دھوان اور بھی ناگوار نہاتا جا رہا ہے۔ جیلے ہوئے خیموں کے دریاں کچھ بے وارث بیباں، تیر اور تلوار کی یلغار سے پڑھ جانتے والے تیم اور بھوکے پیاسے بخون کو اپنی اپی گودلوں میں سیلے ہوئے ہملا نے کی کوشش کر رہی ہیں۔ یہ شام غربیاں ہے شطوفات کے کنارے نصب ہزاروں خیموں میں جشن منایا جا رہا ہے، دن بھر کے تھنکے انہی سے سیاہی، فرزند رسول کی شہادت کے بعد اٹلینیان کی سالس لے کر ایک دوسرا سے کوبار کیا دے رہے ہیں، کبھی سمجھی قہقہوں کی آواز۔ دشت نیونا کے جھیاں سناٹے میں اور بھی دڑاؤنی ہو جاتی ہے جس سے ہمہ ہوئے نچے اپنی ماوں سے چھٹ چھٹ جاتے ہیں۔ ماں اسہیں حفاظت کا یقین ٹلانے کیلئے اپنی اپنی باہمیوں میں سمیت لیتی ہیں۔ عجیب نات ہے کہ عزیز دن، اور داروغوں کے شکست لائیں فاک و خون میں غلطیدہ ان بے وارث بیجوں کی نکاہوں کے سامنے خون سے زینکن سر زمین کرلا پر بے کور و بے کفن پڑی ہوئی ہیں لیکن زجانے کیوں ان کے مقدس اور لذراں چھروں پر بایوسیوں، ناکامیوں اور

کی دلخواش آواز پر گرئے؟ نہیں۔ ان گنت بچوں کا لشکر کی یلغار کے درمیان دم توڑ دینے پر گرے، ہمیں۔ شہدا کے لاشوں کے میدان میں بے گروگفن پڑے رہنے پر گریے؟ نہیں۔ اپنے چاروں طرف دشمنوں کی موجودگی پر گرے؟ نہیں۔ اپنی جان کے خوف سے گریے؟ نہیں۔ گریہ اور انسوؤں کی سلسلہ دھار صرف اور صرف بارگاہ خداوندی میں، کائنات کے خالی و ریاقت کے حضوریں لشکر و امداد کے افہار کے لئے گریے ہے۔ اس غظیم سعادت کے حصر پر غظیم کامیابی۔ پر گریہ، مالک تو نے امداد کے قابل سمجھا، محل امداد میں لاکر ہم آل محمد کو ضرب و شبات جیسی بے مدل نعمت عطا کرنے پر افہار مت کے طور پر انسوؤں کا تاریخی لٹک رہا ہے، پالنے والے تو نے ہم آل محمد کو آدمؑ کی صفات کی آبرو، نوحؑ کی بزرگت کی عزت، اپنے خلیل ابراہیمؑ کی خالت کی حیثیت اپنے کیمؑ کی ایمت کی لاج، اپنی روح عیسیٰؑ کی روحاںت کی عظمت، اپنے جیبیت کی شریعت کی لاج، پچانے والا قرار دیا۔ بالآخر جس طرح میرے مظلوم بابا نے فرمایا تھا:

### اَنْ كَانَ دِيْنُ مُحَمَّدَ دَلَمْ يَسْتَقِيمُ مِنْ عَنِيْرِ قَشْلَى فَيَا أَسْيَوْفُ خَنْدِيْنِيْ

راگر دین محمدؑ بقا کے لئے میرے قل کے سوا اور کوئی راستہ نہیں تو اے تلوار و آرچ بھیجے اپنی بارڈھوں پر لے لو ہا اسی طرح تیرا یہ تاچیز اور حقیر بندہ ان جرام پیشہ اور بے دین انسان نما بھیڑوں سے کہہ رہا ہے کہ اپنی ان مکبیر وال احرام کے لئے بلند ہوتے والے ہاتھوں میں، تھکریاں، اپنے مبودوں کی بارگاہ میں جھکنے والی گردن میں خاردار طبق، اپنے مالک کی عادات میں کھڑے رہنے والے پیروں میں پیریاں اور اپنے رب کے حضوریں رکوع کیتے جھکنے والی مکریں لشکرِ الٰہ دو۔ تیرے دین کے لئے، تیری شریعت کے لئے، تیرے کعبہ کے وقار کیلئے، تیری بندگی کے اعتراض کے جنم میں، تیرے نام کی لقا عکیلے، اس عاجز، مجرور، بے کس اور سے سہارا بندے کو سب کچھ قبول ہے۔ یزیدی جلااد آگے بڑھ کر اس ناقوں، گرفتار بنا اور وقت کے امام کو زنجیروں میں جکڑ دیتے ہیں۔ بیویوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ ناقوں پر سوار ہوں، بے کجا وہ، بے محل ناتھ۔ ابو الحنف کا بیان ہے: ”مُنْذَرَاتِ عَصْمَتْ دَهْمَارَاتْ، عَلَى بَنِ الْحَسِينِ“ رام زین العابدین، اور حسن منشی کوئے بجاوہ اونٹوں پر سر پرہنہ سوار کیا گیا، شہدا کی لاشوں کو بے گروگفن پھوٹکر یزیدی لشکر کوفہ کی جانب روانہ ہوا۔ سرماں سے شہدا کو جن میں اپنی بیت رسولؐ کے افہارہ سرستھے، یزروں پر بلند تھے۔ آگے آگے سرماں سے شہدا کویے پھیلے بے مقعع دجادو ناقوں کی شنگل پشت پر بنی زادیاں، اس شان سے یہ قافلہ کوئی کی طرف روانہ دوان تھا۔

### شہر کوفہ میں اسرائیل بیتل کا ورود

جدیلۃ الاسد کا بیان ہے: ”جس سال حسینؑ شہید ہئے میں کفر میں تھا، میں نے دیکھا کہ کوفہ کی عورتیں گریبان چاک اور بیال پریشان کئے ہوئے اپنے منزہ طاپنے مار رہی تھیں، میں نے ایک بڑھ کے پاس اگر دریافت کیا: یہ آہ و لکھا اور نالہ و کشیوں کس کے لئے ہے؟ اس نے جواب دیا: امام حسینؑ کے سر مرقدس کیلئے۔ ابھی فتحتو گرام نہ ہوئی تھی کہ یزیدی لشکر کو ذمہ میں واصل

آواز۔“ اسلام علیک یا ابا عبد اللہ۔ بھیا، ہم رخصت ہوتے کیلئے آئی ہے، زیادہ وقت نہیں دے سکتی، ابو عبد اللہ ذمہ داریوں کا بڑا بھاری بوجھ تم نے میرے کندھ پر کھڑا ہے، ابھی عباس سے، ہاں ہاں، تمہارا قوت بازد، تمہارا شیر جبڑی، تمہاری سکنی کا چھیتا جیا اور..... اور میری دھارس، خالزادہ محمدؑ کی امیدوں کا مرکز، عباس۔“ یہ کہہ کر وہ بیان افغانی ہیں اور ایک ایک قدم جیسے بوجھ ہو رہے ہیں۔ پتہ نہیں، کس سے غائب ہیں، ہاں اتنی بات سنتیں میں آئی ہے۔ عباس، تم نے بہت دور ہستی بسان ہے، ہمیں میں اتنی طاقت نہیں کہ آسانی سے تم تک پہنچ سکے، لیکن ہم آکے گی ضرور، گود میں جو کھلایا ہے، عباس! آ تو ہی ہوں لیکن چھٹے تو آنکھیں بند کر لیں۔ دوسری بات جو کہنی ہے وہ یہ کہ کوئی سوال دکھننا، اب زینب کے پاس تمہارے بعد کس سوال کا جواب نہیں ہے۔ تم نے بیچھے بیان میں زینب کا ساتھ چھوڑا ہے۔ عباس! میرے سے اتنی دور، اتنی دور قصہ ہے اب دیگاہ مکریں، تم نے ساتھ چھوڑ دیا، عباس! ہم آل محمد کے لئے یہ زینب بے آب و گیا ہی ہے۔ جہاں ہمارے پچھے ایک ایک بوند پانی کو ترس ترس کر اڑیاں رکھتے رہے، جہاں کے شاداب درخت ہم اہل بیت رسولؑ کا اپنے ساتھ میں پناہ نہ دیکھیں میدان میں چھوڑ دیں، تاکہ پیاس کی شدہ اور سورج کی تیش سے یا ان فاطمہ کے نازک کوں چھوٹوں وقت کی بارہ سو میں خشک ہو کر بھر جائیں، وہ زینب میں ہمارے لئے بے آب و گیا ہی ہے۔ عباس! میرے بھائی، میرے شیرے خدا حافظ، بھینا تمہارے فرانص احکام دے رہی ہے، الوداع میرے دلادر، میرے صفت شکن۔ یہ کہ کوئی حسینؑ کی یہ عنور اور شیخاع ہمیں دریا کے ساحل سے بیٹھی، اب قدم حلے ہوئے خیوں کی جانب تیزی سے بڑھ رہے ہیں۔ رات تسبیح و تہیلِ الہی اور لشکر و امداد قدر اونذی میں گزاری گئی۔ گیارہوں میں حرم کا سورج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ نکلا۔ لشکرنے کوچ کی تیاری شروع کر دی کشتہ بائیے بخش بڑھے ترک و اقت Sham کے ساتھ دفن کئے جا رہے ہیں۔ لیکن سید ایتمل کی نگاہیں اپنے اپنے اکشون پر جا کر ہمچھیں۔ خاصان خدا کے پامال لاشے کر طاکی قبیتی ہر کی زینت پر بے گرد کھن پڑھے ہوئے ہیں۔ مُنْذَرَاتِ عَصْمَتْ وَهَمَارَاتْ عَلَى بَنِ الْحَسِينِ۔ بنی زادیاں قیدی بنائی جاتی ہیں۔ ایک لاغر ناقوں میں غشی کی کیفیت طاری لاؤار فڑ کے درمیان کھڑا کھانا تھا، جس کی جوان جیسے جلدی بڑھ پک کا بیان ہیں رہی ہو۔ آنکھیں تکشہت گریہ سے سُرخ، اسیری پر گریے ہیں۔ بھوک اور پیاس کی شدت پر گریے ہیں۔ بچوں کی صدائے العطش پر گریے ہیں۔ باب، بھائی، بچا، دوست و احباب، الفار و اغوان کی شہادت پر گریے ہیں۔ عالم عزیت میں حوصلہ شکن بے بی پر گریے ہیں۔ بچوں کے جل جانے پر گریے ہیں۔ مال و اسیاب کے لٹ جانے پر گریے ہیں۔ بانیوں کے بہنوں کے سروں سے چار دین چھن جانے پر گریے ہیں۔ باب اور بھائی کی لاشوں کے درستے ہوئے گھوڑوں کے سمنوں سے لٹکرے نشکرے ہو کر پامال ہو جانے پر گریے ہیں۔ خالون جنت کی بیٹیوں کی پشت پر کوڑے سے بر سائے جانے پر گریے ہیں۔ سصوم اور مسال کی جان بہن پر شرکے طاپنے

ہوا میں نے دیکھا کہ ایک نیک سیرت بی بی پرستی تلقن و حادثے کیا وہ اونٹ پڑھی بھی نہیں میں۔ میں پوچھا: یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا: خیاً اکٹشمی چھوٹی نسی ام کلشوم، میں ان کے نزدیک گیا اور فرمایا: آخیر یہ ہوا کیا، بیان فرمائیے۔ اہمُوں نے فرمایا: اے شخص تو کون ہے؟ میں نے کہا: میں اہل نصرت میں سے ہوں۔ اہمُوں نے فرمایا: اے بندہ خدا! میں خیتی میں گھولے کے ہنمانے کی آواز سنی، جب میں پاہر آئی تو کیا دیکھا کہ زین دُصلی بھی ہے اور سورا سے خالی ہے، میں نے جسح ماری، میرے ساتھ دوسرا بیدیاں بھی نالہ دشیوں کرنے لگیں۔ (مقتل ابوحنفہ)

### بارہویں محمد امام ۴۷۵ھ :

"اہل بیت حسین علیہ السلام کرنے میں داخل ہوئے تو علی بن الحسین ایک ایسے ناقے پر سوار تھے جس پر نہ تو ہو رج تھا اور نہ عماری، ان کی دلوں راون سے خون پس رہا تھا۔ حضرت نے گرے فرماتے ہوئے کہا: اے بدترین لوگ! اخدا تمہارے گھروں کو اپا بذر کھے، اے وہ امت جس نے بمارے بارے میں ہمارے نامدار رسول اللہؐ کا بھی لحاظ نہ کی، اگر یہم اور رسول اللہؐ قیامت کے دن جس ہوں گے تو تم لوگ کیا جواب دو گے؟ تم لوگ ہمیں بے کجا وہ اونٹوں پر کشاں کشاں لائے گیا ہم نے تمہارے دریان، دین کے پرچم کو بھی بلند نہیں کیا تھا!" (مقتل ابن حنفہ)

"اہل کوفہ اطفال آں مجھ کو صدقے کے خرچے دینے لگے تو جناب ام کلشوم نے بلند آواز میں فرمایا: کوئی والا صدقہ ہم پر حرام ہے اور ان خرموں کی بخوبی کے ہاتھوں سے لے کر بھینک دیتی تھیں۔" (مقتل ابن حنفہ) "کوئی کی عورتوں کے ردنے کی آوازیں بلند قصص، حضرت ام کلشوم نے اہمیں خاطب کرتے ہوئے فرمایا: تمہارے مردوں نے ہمیں قتل کیا اور تمہاری عورتیں ہم پر گرے کر رہی ہیں۔ تم نے ہمارے ساتھ دھمنی وعداوت اور ظلم و ستم کر کے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا، یہ تمہارا عجیب و غریب انتقام تھا۔ قربت ہے کہ آسمان گکھے گکھے ہو جائیں، زمین شکاف ہو جائے اور پہاڑ رینے رینے ہو جائیں۔"

ابھی جناب ام کلشوم کی گفتگو تمام نہ ہوئی تھی کہ شور بلند ہوا اور نالہ مان دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کے سربراک کے ساتھ خاندان بیٹ کے اہلہ اذرا کے سرپرزاں پر رحمہ مسے ہوئے لائے جا رہے ہیں۔ جب جناب ام کلشوم کی نظر اپنے بھائی کے سربراک پر ٹکڑا تو زار و قطار دستے ہوئے چند اشار پڑھئے۔ جس کا مفہوم یہ ہے۔

"جب پیغمبر کرم تھے سوانح کریں گے تو تم کیا جواب دو گے، جب وہ پوچھیں گے کہ تم نے یہرے خاندان اور میرے اہل بیت کے ساتھ ہیرے دینا سے اٹھ جانے کے بعد کیا سلوک کیا۔ حالانکہ تم آخوند تھے۔ تم نے کچھ کرنے تھے اور کچھ افراد کی لاشیں فاک و خون میں لختھری پڑی ہیں۔ جو نکل تھی دکارا ایسا اور کچھ افراد کی لاشیں فاک و خون میں لختھری پڑی ہیں۔ میری طرف تم نے ہمارے خاندان کے ساتھ ہبت، یہ بڑا سلوک کیا ہے۔ میری عذاب سے اس کا بدلہ یہ ہو گا کہ میں خدا کی بارگاہ میں سفارش کروں گا کہ تم پر وہی عذاب نازل کرے جو اگلی اموں پر نازل ہوا تھا۔ اور اس میں مجھے کسی قسم کا

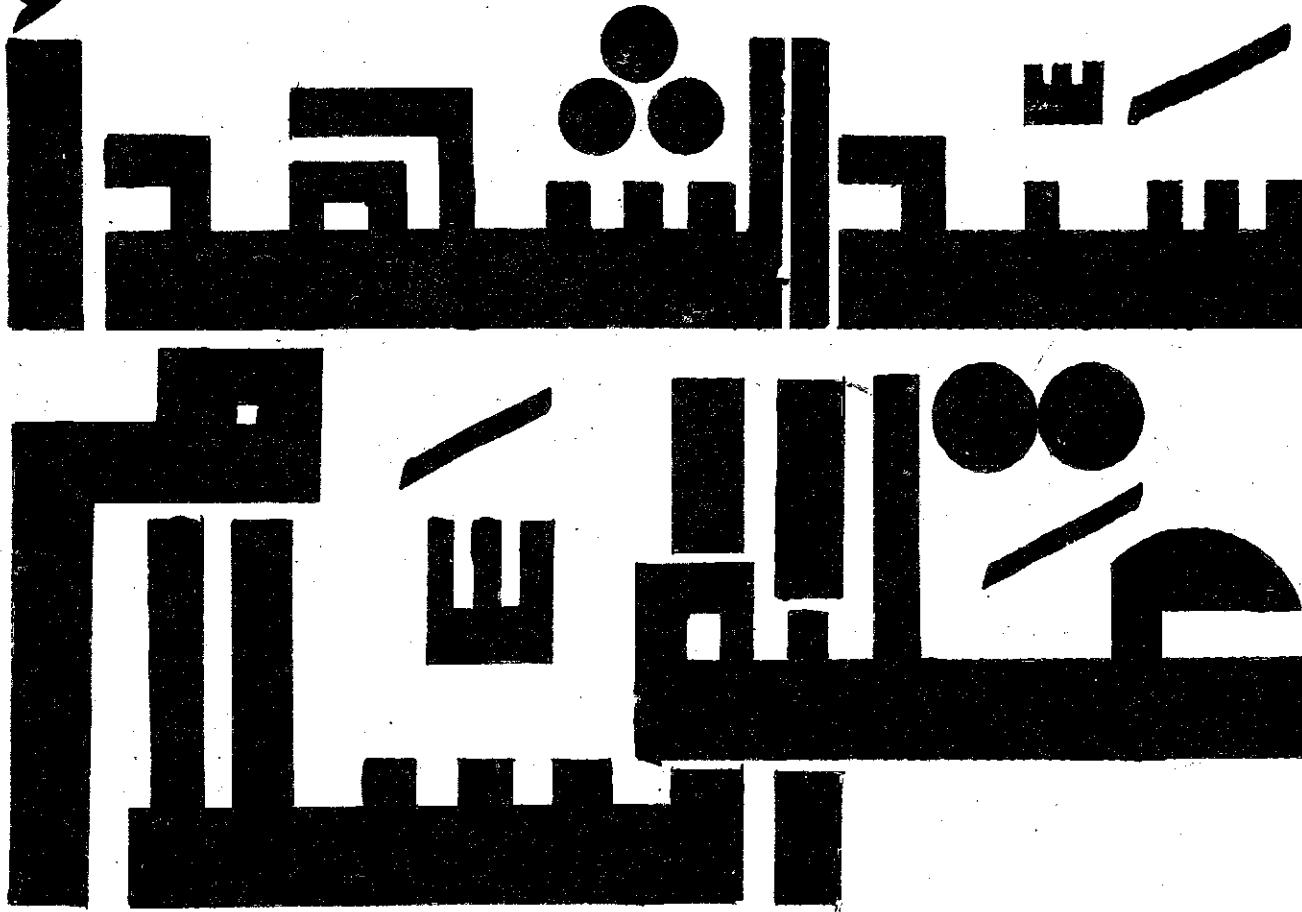
### بقبیلہ لعنت

اس بنا پر تحقیقیں لعنت پر لفظت کرنا خدا پسند کام سے اور عبادت میں شامل ہے اور حسین کے منفرد فائدہ ہیں۔ لعنت کا واجب و مذکوری ہوتا خود اپنی جگہ نہایت اہم ہے۔

پروردگار ایمان سے دلوں کو دشمنان دین اسلام و شمنان اہل بیت علیہم السلام کی لفظ و عداوت سے بھروسے۔ خدا یا جس طرح تو نے اپنے اولیا رک نجت ہمارے دلوں میں نافذ کیے اسی طرح الہ کے دشمنوں کی دشمنی بھی ہمارے دلوں میں قرار دے۔ اور ہمیں اس سنت الہی پیغمبری کی پیروی کی تو فیض عنایت فرمایا۔ ابین

# الحکایہ

ع



سید الشہداء حضرت امام حسین بن علی علیہم السلام کو الحضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بوجفاصل تسلیت اور ذریقت حاصل ہے اور خود رسول کریمؐ کو ان سے بوجفاصل تسلیت والافت ہے۔ اس تعلق سے حضرت رسول خداؐ کی متعدد حدیثیں نقل ہوئی ہیں جن میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے وحان اور اعلیٰ انسانی کمالات، ... ان حضرت جاندار شہادت اعزاء و اقرباً کا قتل نظام وجایز افراد کے ہاتھوں طرح طرح کے مصائب والا م..... کاتندگر ہے۔ ان یا توں کی عظمت و اہمیت کی بنا پر اسلام کے فطیم اور معبرتو رخین، محمد بنین، اور علماء درہ فرقہ و مذہب سے متعلق )۔ بلکہ غیر مسلم والشوروں نے بھی ان کا ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے اور اس موضوع پر سبق کتابیں لکھی ہیں اور مناقب سید الشہداء عیان کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔

حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے مناقب اور سوانح سے تعلق ہمارے علماء اور علماء الہستت نے جو کتابیں تحریر کی ہیں وہ بہت زیادہ ہیں اس مختص مصنفوں میں ان کا مشارک ناممکن ہے۔ لیکن اس تکلیف کی بنا پر کہ ”مالا بدیک کھلا لایرک کلکھ“۔ دو سب کچھ حاصل ہیں کریکتا وہ سب سے دست بردار ہی ہیں ہوتا ۔۔۔ اہل سنت کے معتبر علماء کی بعض اہم اور معتبر کتابوں کا ذکر کریں گے تاکہ جو سے ہوؤں کو راست ملے اور محققین کو روشنی۔



## نایاب کتابیں :

پہت سی ایسی کتابیں ہیں جو حضرت امام حسین علیہ السلام کے بارے میں لکھی گئیں۔ لیکن خادثات کی نذر ہوئیں یا کم از کم اس وقت ان کا حصول ممکن نہیں ہے لیکن جس زمانے میں موجود تھیں لوگ ان سے استفادہ کرتے تھے۔ ان میں موجود روایتیں اور نکات علماء اپنی کتابوں میں درج کرتے تھے۔ ان کتابوں کے ذکر کرنے پر لوگوں کی کتابوں میں نظر آتے ہیں۔ ذیل میں اس طرح کی چند کتابوں کا ذکر کرتے ہیں۔

۱۔ **أَفْبَعْجِينَ بْنَ بُشَّاشَةَ مُجَاشِيٍّ**، حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام کے نہایت مشہور صحابی ہیں۔ سن ۱۰۰ھ میں انتقال ہوا۔ امام حسین علیہ السلام کے بارے میں اس سے پہلا مقتول اپنے نامہ لکھا، لیکن اس وقت اس کتاب کا کوئی پڑھنا نہیں ہے۔

۲۔ **مَقْتُلُ الْحُسَيْنِ تَالِيفُ الْبُوْعَبِدِ اللَّهِ مُحَمَّدِ بْنِ عُمَرِ** واقعی (۱۳۰-۲۰۹ھ) مشہور و معروف کتاب "مفاذی" اپنے ہی کتابیں اس وقت اس کتاب کیا ہے۔ ابن ندرم نے اپنی کتاب "الفہرست" ص ۱۱۱ میں اس کا ذکر کرے۔

۳۔ **مَقْتُلُ الْحُسَيْنِ تَالِيفُ الْبُوْعَبِدِ اللَّهِ مُعَمَّرِ بْنِ مُشَتِّي** تبعی (۱۱۰-۲۰۹ھ) بصرہ کے امام ادب شمار کئے جاتے تھے۔ ان کا تقلیل ذریعہ خوارج سے تھا۔ سالوں بعد عالم سید بن طاؤوس علیہ الرحمۃ کے پاس یہ کتاب تھی اور اپنی کتاب "اللَّهُوْفَ" میں اس کی بہت باتیں نقل کی ہیں۔

۴۔ **مَقْتُلُ الْحُسَيْنِ تَالِيفُ لَفْصِرِ مِزَاجِمِ كُوفَى** (دونات ۲۱۲) مشہور کتاب "وقہ صفين" کے مصنف۔ بجا شیخ اپنی "الفہرست" میں شمار ۱۲۸ کے تحت اس کتاب کا ذکر کرے گیا ہے۔

۵۔ **مَقْتُلُ الْحُسَيْنِ تَالِيفُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُحَمَّدِ قَرِيشِي** بعد دادی مشہور بہ این ابن الدینی (۲۰۸-۲۸۱ھ) عباہی خلفاء معتقد او مکتبی کا استاد۔ ۱۶۰ سے زیادہ کتابیں لکھی ہیں۔ جن میں مقتول امیر المؤمنین علیہ السلام کافی مشہور ہے۔ یہ کتاب اب چھپ گئی ہے۔ سیرہ اعلام النبلاء جلد ۱/ص ۳۰۳ میں اس کا ذکر ہے۔

۶۔ **وَقْعَةُ الطَّفِ** : تالیف لوطبن یحیی ازدی معروف بہ ابو منتف (ولادت ۷۶۱ھ) صدی کا دوسری صفت اور وفات ۱۵۱ھ) امام صادق علیہ السلام کے اصحاب میں اور اسلام کے مشہور مردوں میں۔ یہ گرفتار کتاب مشہور مردوں این حریر طبری (وفات ۱۵۱ھ) کے پاس تھی۔ اور یہی کتاب تاریخ طبری کی جو تھی جلد جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی کی شہادت کا بیان ہے۔ کماخذ ہے۔ وہ کتاب جو ۱۲۸۴ میں تقلیل ابو منتف کے نام سے طبع ہوئی وہ محققین کے اقبال سے معتبر نہیں ہے۔ (الکُنْ وَالْقَابُ ۱/۱۵۲ الذریعہ ۲۲/۲۲) الملوک و المرجان ۱۵۔۵۴: اس وقت جو وقعة الطف کے نام سے کتاب موجود ہے، وہ نہیں ہے۔

۷۔ **مَقْتُلُ ابْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْحُسَيْنِ عَلِيِّهِ السَّلَامِ تَالِيفُ الْبَعْ**

اسحاق ابراہیم بن محمد شفیعی (وفات ۲۸۲ھ)۔ آپ جناب مختار کے بچا کے پوتے ہیں۔ دراصل کوفی ہیں لیکن فضائل و مناقب اہل بیت علیہم السلام کی نشر و اشاعت کی محبت اور شنوں کے حلوں کی بنا پر اس وقت کے مکمل اہل سنت کہیں دور جائیں۔

## کیکاٹ کتابیں :

اس عنوان کے ذیل میں ان کتابوں کا تذکرہ کریں گے جو زیور طبع یہے ارسٹہ توہینی ہوئی ہیں لیکن ان کے قلمی نسخے کتب خالوں میں ہیں جو عقین کے میدان تحقیق کے لئے آمادہ ہیں۔ بعض کتابیں کچھ اس طرح ہیں۔

۱۔ **"مَقْتُلُ الْحُسَيْنِ تَالِيفُ الْبُوْالْحَسِنِ اَحْمَدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بَكْرِيٍّ** اشعری (وفات ۲۸۰ھ) اہل سنت کے مشہور محدث اور گرفتاری الدوار فی مولید النبی المختار کے مؤلف۔ اہل سنت کے بعض علماء چونکہ اس کتاب کے اعلیٰ مطالب کو ضم نہیں کر سکتے تو موقوف پڑ جائے گے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ مرکش کے شہر "ناس" میں ہے۔

۲۔ **"التحاثُ الشَّعْرَاءُ بِهَنَاقَ سَيِّدُ الشَّهَادَاءِ"** - تالیف عیکف الدین عبد اللہ بن ابراہیم متقدی مکی حنفی ملقیب یہ محبوب (۱۲۰۷ھ) اس کتاب کا قلمی نسخہ استنبول میں ہے۔

۳۔ **ذَكْرُ الْمَلَكِيْنِ الشَّهِيْدِيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ** مولف کا نام معلوم نہیں۔ اس کا قلمی نسخہ کم معظمه کے کتب خانہ مکتبہ درم شریف میں ہے۔

۴۔ **شَرْحُ قَعِيدَةِ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامِ** - یہ کتاب حضرت امام حسین علیہ السلام کے اس قصیرہ کی شرح ہے جو حضرت نے عاشورہ کے دن کہا تھا۔ جس کا مطلع یہ ہے۔

۵۔ **خَيْرَةُ اللَّهِ مِنَ الْخَلْقِ** (۱) : بعد جدی و انا ابن الخيرتين شارح کامیح نام نہیں معلوم۔ لیکن قریب سے معلوم ہوتا ہے کہ مولف کا تعلق بارہویں صدی ہجری سے ہے اور ترکیہ کے دانشوروں میں ہے۔ اس کتاب کا قلمی نسخہ استنبول کے کتب خانوں میں ہے۔

۶۔ **أَخْبَارُ الشَّهِيْدِيْنِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ** - تالیف احمد بن محسد بن علی شافعی مکی معروف بابن حجر (۱۴۹-۲۹۰ھ) اہل سنت کے مشہور محدث اور مشہور کتاب "الصواعق المحرقة" کے موقوف جس کا جواب شہید ثالث قاضی نور الدین شریعی علی الرجهنی (۱۲۳۲ھ) کے صورام الحرقہ کے ذریعہ دیا ۔۔۔۔۔ یہ کتاب تیونس کے کتب خانہ احمدیہ میں موجود ہے۔

۷۔ **قُرْآنُ الْكَعْدِيْنِ** فی تَرَاجِمِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ - تالیف شیخ یاسین بن خبیر اللہ خطیب عمری (۱۲۳۲ھ) موصل رواق کے مشہور ارباب۔ اس کا قلمی نسخہ موصل اور لیفاراد میں ہے۔

۸۔ **مَطْبُوعَهُ كَتَابَيْنِ :**  
مطبوعہ کتابیں ہستہ میں ذیل میں چند معتبر کتابوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

- ۸۔ مقتل ابی عبد اللہ الحسین علیہ السلام۔ تالیف۔ احمد۔  
بو۔ اسحاق بغدادی مصروفت یا باب واضح مولف تاریخ یعقوبی  
۱۴۰۲ یا ۱۳۹۲ ہل سنت کے معتبر مؤرخ ہیں علماء سید جعیب حسین کامرونی  
مرحوم ۲۷۔ ۱۳۷۰ء میں اسن کا درود نسبت کیا۔
- ۹۔ غنید الدار النضید فی مناقب الحسین الشہید۔ تالیف۔  
محمد صادق بن صدیق۔ یہ کتاب بہلی جمیع قسمی اب تایاب ہے اس  
کا سخن کتب خانہ ناصریہ بھٹو میں ہے۔  
ہندوستان علماء اہل سنت کی بعض کتابیں :
- ہندوستان کے علماء اہل سنت نے حضرت سید الشہداء کے بارے میں  
کتابیں تحریر کی ہیں جیسے تلقی ہیں اور جمیع کی مطبوعی ہیں۔ ذیل میں  
چند کتابوں کا ذکر کرتے ہیں ۔
- ۱۔ قرة العین فی البکاوی الحسین۔ تالیف۔ محمد معین  
بن محمد امین سندھی تتوی هنفی (و۔ ۱۱۴۱) سنتی هنفی ہرنے  
کے باوجود اہل بیت عصمت و طهارت کے بارے میں متعدد کتابیں تحریر کی  
ہیں۔ مذکورہ کتاب ان کتابوں میں ایک ہے۔ اس کتاب میں حضرت سید  
الشہداء علیہ السلام پر گزیر کرنے اور عزاداری کی فضیلت فرمودت اور  
اس کے ساتھ یہ زید پر لعنت کے جوانب پر بحث کی گئی ہے۔
- ۲۔ سر الشہادتین۔ تالیف۔ مولوی عبد العزیز شاہ  
ولی اللہ بن عبد الرحیم عمری هنفی (۱۱۵۹ - ۱۲۳۶)۔ مصنف  
کتاب "تحفہ اشاعرہ" دیہ آخری کتاب شیعوں کے خلاف لکھی۔ اس کتاب  
کا جواب ہمارے بزرگ علامہ جناب غفرانیاب۔ جناب علماء سید محمد قلنی  
کشتوی اور علماء سید جعیب حسین (زادہ جناب سلطان العلماء)۔  
وغیرہ نے دیا اور اس کتاب کی تردید میں تقریباً ۴۵ کتابیں لکھی گئی ہیں (یہ)  
بعض چھپ چکی ہیں اور بعض اہل تحقیق اور ارباب کرم کی عنایتوں کا انتظار  
کر رہی ہیں) اس کتاب میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے فلسفہ شہادت  
اور اس کی تاریخ سے بحث کی گئی ہے۔ مولوی سفی حمد قادر دنی اس کا  
ائدو تحریر کیا ہے۔ شاہ محمد سلامۃ اللہ بیرونی کا پیوری نے "تحریر الشہادتین  
فی شرح سر الشہادتین" نام سے اس کتاب کی شرح کیا ہے۔
- ۳۔ سواد العین فی رشاد الحسین۔ تالیف۔ ابو بکر بیت  
عبد الرحیمان شافعی حضروی یا علوی (و۔ ۱۳۳۱) مشہور علم  
ادم حمد حیدر کاباد میں قیام ہوا اور "رشفتہ الصادی" بھی آپ ہی کی کتاب  
ہے جو اہل بیت علیہم السلام کی فضیلت مقتبست سے مژون ہے۔ اس کے  
ساتھ سادھا امام حسین علیہ السلام کے مصائب پر مشتمل قصہ میہہ بھی ہے۔
- ۴۔ ماستم الثقلین فی شہادۃ علی والحسین۔ تالیف۔ حسن  
الزمان محمد بن قاسم علی ترمیتی حیدر زادی (و۔ ۱۳۲۰)۔  
ہل سنت کے معتبر مدد و ستان عالم اور حمد حیدر۔ تخترسی عمری میں متعدد کتابیں  
تحریر کی۔ اس کتاب کا تلقی نسخہ علی گذرا مسلم بیرونی کی لا بائز مری میں ہے۔  
اور یہ کتاب حیدر کاباد میں طبع جبی ہوئی ہے۔
- ۱۔ تسمیۃ من قتل مع الحسین علیہ السلام : تالیف  
فضل بن ذیبر کوفی اسدی حضرت امام محمد باقر اور امام  
جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب میں میں (ویل از ۱۵۰)۔  
اس کتاب کا تلقی نسخہ بیرونی کا درخواستی کیم "تراشا" نامی گرانقدر جزیرہ  
کے دوسرے شمارہ کے صفحات ۱۴۰۰-۱۴۰۵ پر طبع ہوئے۔
- ۲۔ مقتل الحسين۔ تالیف۔ ابوالموبد موقی بن احمد حنفی  
مشہور خطیب حواریزی (تقریباً ۱۳۸۲ م ۵۴۱) ہل سنت کے مشہور  
مورخ اور حمد حیدر۔ اہل سنت کے شہرداری اور مفسر زمخشری کے شاگرد۔ یہ  
کتاب ہا فصلوں پر مشتمل ہے جس میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی فضائل  
ومناقب۔ واقعہ کربلا کی تاریخ اس کے مقدمات، تالیف کا عبرت ناک  
اجسام۔ عنوانوں سے بحث کی گئی ہے۔ یہ کتاب دو جلدیں میں ۱۳۶۴ میں،  
جنت میں اور ۱۳۹۶ میں قم میں طبع ہوئی۔
- ۳۔ ترجمۃ الامام حسین بن علی (من تاریخ دمشق) تالیف۔  
ابوالقاسم علی بن حسین بن هبة اللہ دمشق مشہور بابن  
عساکر (۹۹۹ م - ۱۰۵) یہ کتاب مفصل تاریخ دمشق کا ایک حصہ ہے یہ کتاب  
مستقل ۲۲ صفحات میں استاد محمد ناظم حسروی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔
- ۴۔ الرد علی المتعصب العیسیٰ الدانع من ذم یزید۔ تالیف۔  
ابوالفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد بغدادی مشہور بابن  
جوزی (تقریباً ۱۰۵ - ۱۰۹) ابن جوزی مشہور حمد حیدر اور حنفی میں۔  
یہ کتاب "عبدالغیث بن زہیر حنبلي لغواطی" کے روایتیں تکمیل کیا گیا ہے۔  
یہ کوئی کائن نے یزید کے بعض حرام کا انکار اور بعض کی توجیہ و تفسیر کے ذریعہ  
ثابت کر لئے کی کہ یزید پر لعنت کرنا جائز ہے۔ (خداء  
اس کو اس کے پیر کے ساتھ جنم میں واصل فرمائے) ابن جوزی کی یہ کتاب اپنے  
موضع اور مطالب کی اہمیت کی بنا پر میشہ بی شیخو و می علامہ کی وجہ کا مرکز رہی  
ہے۔ اس کا تلقی سخن کتب خانہ ناصریہ بھٹو میں موجود ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ  
شامہ میں بیرونی میں طبع ہوئی اور اغفار العلامہ مولانا بخارت حسین  
خاں صاحب مرحوم نے اس کا رد در ترجیح کیا ہے۔
- ۵۔ نور العینین فی مشهد الحسین۔ تالیف۔ ابواسحاق  
ابراهیم بن محمد اسفوی ایشی شافعی (و۔ ۱۴۶) اشعری سلک کے  
زیرست عالم افداہ علم کلام میں۔
- ۶۔ در السبط فی مکانی خبر السبط۔ تالیف۔ قاضی البوعبد، ابن  
محمد بن عبد اللہ قضا عی نابلسی (۱۴۵۰ - ۱۴۵۵) سالویں صدی  
کے معتبر عالم اور فقیہ ہیں۔ یہ کتاب ۱۹۴۲ میں سلطانی مرتبہ طبع ہوئی۔ حضرت  
سید الشہداء علیہ السلام کے بارے میں ایک اور کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے  
"معارف الحجین فی مراقبة الحسین"۔
- ۷۔ قرۃ الکلیع فی بعض مناقب سیدنا الامام الحسین۔  
تالیف۔ محمد بن حسین شافعی مدنی (۱۴۲۹ - ۱۴۸۶) یہ کتاب  
بیرونی میں محمد سعید طریقی کی تحقیق سے طبع ہوئی ہے۔

معروض بابن صباح مالکی (۸۵۵-۸۳۷) تقدیم کی کے معتبر عالم۔ اس سنت کا ہر لیکن فصل چارہ مخصوصیت علیہم السلام سے منسوب ہیں۔ اس کا تمدنی شکر ذرا بخش لا سبیری پیشہ میں موجود ہے۔ ۱۳۵۰ء میں مولانا جو اعجاز حسین صاحب نے اس کا اردو ترجمہ کیا۔ یہ کتاب عربی میں ۱۳۸۱ء میں بخف اور ۱۴۰۶ء میں تہران سے شائع ہوئی۔

۶۔ مطالب السؤول فی مناقب آل الرسول۔ تالیف۔ کمال الدین محمد بن طیوش شافعی (۵۸۳-۴۵۲) شام کے معتبر فقیہ، محدث، قاضی۔ اس کتب کے ابواب چهارہ مخصوصیت علیہم السلام کے فضائل پر مشتمل ہیں۔ امام بدی علیہ السلام کی حقائیت پر حدیثیں درج کی ہیں۔ یہ کتاب ۱۳۸۵ء میں تہران اور ۱۳۸۳ء میں بخف اشرف میں طبع ہوئی۔ ۸۔ وہ صدی کے معتبر سنتی عالم احمد بن عبد الرحمن نے "المنقول من مطالب السؤول" کے نام سے اس کا خلاصہ کیا۔

۷۔ بیانیں المودہ۔ تالیف۔ شیخ سليمان بن ابراهیم خواجہ کلان بلخی قندوزی صنفی۔ دو۔ (۱۲۹۳ء) ترکی میں سونی سلسلہ نقش بندی کے معتبر بزرگ۔ یہ کتاب ابواب پر مشتمل ہے۔ ابواب ۴۰-۴۱-۴۲-۴۳ حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے مخصوص ہیں۔ ثواب عز ارادی کا ذکر ہے۔ یہ مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوئی۔

۸۔ ارجح المطالب۔ تالیف۔ علامہ عبد اللہ بن مظہر جمال معروف نبس اترشنا (—) شاہی بن زردار شاہان کے معتبر سنتی محدث اس کتاب کا ایک باب حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے مختص ہے۔ مولانا سرور مسین مبارک پوری نے ۱۹۸۱ء میں اس کی تصحیحی شائع کی ہے۔

۹۔ تاریخ احمدی۔ تالیف نواب شیخ احمد مسین خان بہادر معروف بذائق رستم۔ اس صدی کے معتبر سنتی عالم اور مورخ یہ کتاب تاریخ اور فضائل کی بہترین کتاب ہے۔ یہ کتاب اردو، فارسی و عربی میں ہے۔ ص ۲۱۱ سے ۳۰۰ تک امام حسین علیہ السلام اور ان کے اعون۔ افسار سے متعلق ہے۔ یہ کتاب شیعہ محققین کے ذریعہ ۱۳۲۰ء میں شائع ہوئی۔ علامہ سید عدیل اختر صاحب نے اس کا تکملہ تحریر فرمایا ہے جو ۱۹۸۰ء کے پڑیں میں کتاب کے ساتھ کامیہ شائع ہوا۔

### حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا۔

”اے فرزند شبیب۔ اگر تم جنت میں ہمارے ساتھ بلنڈ درجات میں رہنا چاہتے ہو تو ہمارے غم میں غمگین ہو ہماری خوشی میں خوش ہو۔ ہماری ولایت پر قائم ہو کیونکہ اگر کوئی ایک ستر کو بھی دوست رکھے کام خداوند عالم اس کو اسی پتھر کے ساتھ مشکور کرے گا۔“

۵۔ الملکیات فی انبیاء الشہداء بالطف۔ تالیف۔ تصریح الدین عبید اللہ برهانی نوری (۱۲۹۳ء) اہل سنت کے معتبر فقیہ اور مدرس اس کتاب میں حضرت امام حسین علیہ السلام کے عنم انگریز حالات بیان کئے گئے ہیں اور جراحت میں زید پر تائید کی گئی ہے۔

۶۔ شہادۃ الکریمین فی بیان فضائل الحسینی۔ تالیف۔ محمد آنوم الدین دھلوی۔

۷۔ سید الشہداء۔ تالیف۔ البرکات بر قدم فرشابی۔ معاصر پاکستان عالم۔

۸۔ شہید کریمہ۔ تالیف۔ پیر غلام دستگیر نواب پاکستان۔ یہ کتاب ۱۳۷۴ء میں طبع ہوئی ہے۔

وہ کتاب میں جن میں امام حسین علیہ السلام کا ذکر ہے۔ اس طرح کی کتابیں بہت ہیں۔ ذیل میں بعض نہایات اہم کتابوں کا ذکر کرستے ہیں۔

۱۔ الطیقات الکبیر۔ تالیف۔ محمد بن سعد بن میسح بصری مصروف باب سعد (۱۴۸-۲۴۶) دوسری تیسرا صدی ہجری کے غلط مورخ اور معتبر سنتی عالم سنت علم رجال کی اہم کتاب۔ یہ کتاب ابھی تک مکمل نہیں جویں ہے۔ امام حسین علیہ السلام سے متعلق باب نہایات اہم ہے۔ جو ۸ ویں جلد کی حدود نسبت ۱۹۱۱ء سے ۲۴۳ پر مشتمل ہے۔ ابھی تک یہ تلقی نہیں۔ یکین ثابت محققین کی علمی کاوشوں سے معتبر علمی اور تحقیقی جریدہ ”تراثنا“ کے ۲۷ سویں شمارے میں ص ۱۱۱ پر چھپا ہے۔

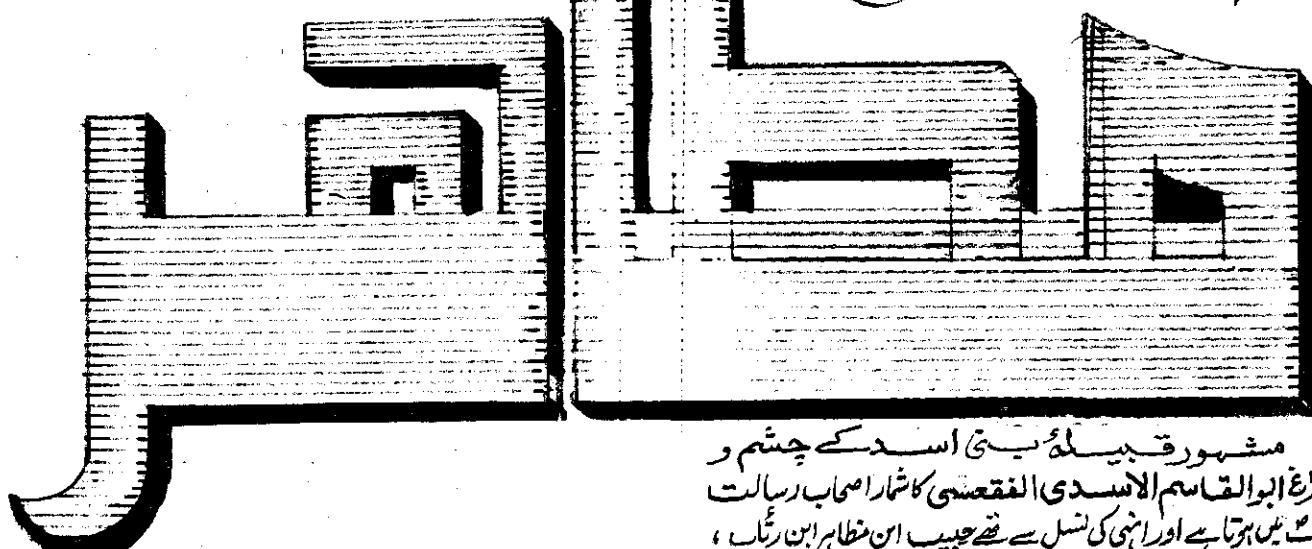
۲۔ نزل الابرار بجماع من مذاقب اهلاء البتت الاطهار۔ تالیف۔ حافظ محمد بن معتمد خان بدخشانی (۱۲۴۷ء) کابل میں پیدا ہوئے اور ہندوستان میں سکونت اختیار کی۔ قطب الدین محمد شاہ کے زمانے میں تھے۔ اس کتاب کا تیسرا اور جو حصہ باب حضرت سید الشہداء علیہ السلام سے متعلق ہے جو صفحات ۳۸۱ سے۔ اپر چھپیا ہوا ہے۔ اس کی ایک اہم کتاب ”فتح الخانی فی مذاقب آل عبا“ ہے۔ اس کا جو بعض حصہ امام حسین علیہ السلام سے متعلق ہے۔ اس کا ایک شکری کتاب خانہ اسرائیل کشتوں میں ہے۔

۳۔ الاتحاف بحیث الاشراف۔ تالیف۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عامر شبراوی شافعی (۱۱۷۲ء)؛ الازہری زیریں مصروف کے پروفیسٹر کتاب کا دروسرا۔ تیسرا اور جو حصہ باب ص ۱۳۱ سے ۹۳ تک ہے۔ تقریباً الفہف کتاب۔ حضرت سید الشہداء علیہ السلام کے مذاقب اور زید کے مطاعن اور لعنت کی ہفتہ برت پر مشتمل ہے۔

۴۔ فوائد الشططین فی فضائل المرتضی والبتل والسيطین۔ تالیف۔ صدر الدین بن ابراهیم بن محمد جووی شافعی (۱۲۲-۱۴۷)۔ شیعہ محققین کی کاوشوں سے طبع ہوئی تھیں پاک علیہ السلام کے نتائج کے لئے اہم کتاب ہے۔

۵۔ الفضول المسند لمعرفة الائمه۔ تالیف۔ لوز الدین علی بن محمد

# ابن



دیکھئے۔ ابھی یہ دوگ، مجلس میں بیٹھے تھے کہ لتنے میں رشید بھری ان دو لوں درجیب اور مشم، کی تلاشی میں وہاں آئے۔ وہاں موجود لوگوں سے رشید نے دریافت کیا: کیا اس طرف جیب اور مشم آتے تھے؟ ان دو لوگوں نے جواب دیا: ہاں دو لوں ہمہاں اُسے اور ایسیں میں ایسی باتیں کر کے دیے گئے۔ یہ من رشید نے کہا خدا رحمت نازل کرے مشم تمار پر وہ یہ کہنا بھول گئے کہ تو شخص جیب بن ظاہر کا سر کرنے میں لامے گاہ کو سودہم الفاعم دیا جائے گا۔ یہ کہہ کر رشید وہاں سے چلے گئے۔ لوگوں نے کہا: لوبر قوان دلوں سے زیادہ بھوٹے نکلے۔ راوی کہتا ہے کہ زیادہ ان نے گذرے تھے کہ ہم نے اپنی انکھوں سے دیکھا کہ مشم تمار کو عروین حرث کے دروازہ پر سریں وہی گئی اور جیب بن ظاہر کا سر کردیں لایا گیا اور یوچہ ان تینوں نے کہا تھا ہم نے آنکھوں سے ویکھا۔

کوفہ سے بن دو لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کے حضور میں خطوط بھیجے تھے ان میں جیب بن ظاہر کا بھی خط تھا۔ انہوں نے مجھی حضرت سے کوئی تشریف لانے کی درخواست کی تھی۔ جیب سلمہ بن عقیل امام حسین علیہ السلام کی طرف سے کوئی میں سفیر بن کر تشریف لائے اور رفتار کے گھر میں قیام کیا تو اہل کوفہ نے ان کی خدمت میں اپنا جانا شروع کیا۔ اس وقت بہت سے لوگوں نے حضرت امام حسین کی طاعت کے خطے پڑھے۔ سب سے پہلا خطیب پڑھنے والے عابر شاکری

مشهور قبیلہ بیتی اسد کے چشم و چڑغ ابوالقاسم الاسدی (الفقیح) کاشمار اصحاب رسالت ناٹ میں ہوتا ہے اور انہی کی نسل سے تھے جیب این ظاہر ابن رثاب، امام حسین علیہ السلام کے بھپن کے دوست تھے۔ جناب امیر المؤمنین نے جتنی بھی جنگیں پیغمبر کرم ﷺ کے بعد لوڑیں ان تھے۔ میں جیب پر چکے تھے۔

علمائی فضل بن زیر سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ مشم تمار گھوڑے پر چلے جا رہے تھے کہ سائنسے جیب اپنے گھوڑے پر آ رہے تھے۔ ان دو لوں کی ملاقات ایسی بلکہ ہوئی جہاں بنی اسد جمع ہوا کرتے تھے۔ دلوں کے گھوڑے اس قدر قریب ہوتے کہ دلوں گھوڑوں کی گردیں مل گئیں اور دلوں نے اپس میں باقی شروع کر دیں۔ جیب ابن ظاہر نے کہا: گویا میں ویکھ رہا ہوں کہ ایک بوڑھا شخص، چوری پیشانی اور بر شے پسٹ والا، محیت اهل بیت علیہم السلام کے جسم میں سول پر پڑھا رہا گیا ہے۔ اور سونتے تھے راس کا پیٹ چاک کیا گیا ہے۔ یہ سن میثم شخار نے کہا: میں ایک ایسے شخص کو جانتا ہوں جس کا رنگ سمرخ ہے اور اس کے گلیسوں میں وہ لیتے بنی کے لائے کی مدد کرنے جائے گا۔ یہ کہہ کر دلوں نے اپنی اپنی راہ لی۔ جو لوگ وہاں بیٹھے تھے انہوں نے اپس میں کہا: دیکھو یہ دلوں کے تینے بڑے بھوٹے ہیں کہ ہم نے ایسے جھوٹے کبھی نہیں

ابرخفت سے رہا رست ہے کہ روز عاشورہ جب امام حسین نے وہ خطبہ شکر  
ابن سعد کے رو برو دیا۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا:  
تم ذرا عزز لے کر وکیل میں کون ہوں؟ اسے میں تمہارے نبیؐ کا  
واصہ ہوں۔ اس وقت شمر لعین نے حضرت کاظم قطع کرنے  
کا حکم دیا اور کہا: اے حسین! کیا کہتے ہو، کچھ سمجھو میں  
ہنسنیں آئیں۔

اس وقت جیب بن مظاہر نے شعر مشقی سے کہا تھا: "اے بدخت! اے خدا  
کو ہنسنیں مانشا اور کہتا ہے کہے حسین تم کیا کہتے ہو؟"  
طبعی اپنی تاریخ میں تکھستے ہیں کہ روز عاشورہ جب امام حسین نے اپنے  
شکر کو مت فرمایا تو جیب کو شکر کی بائی طرف کی صوفی کا سردار مقرر کیا  
جیب کی یہ عادت تھی کہ جوان سے لڑتے کو نکلے اور ان کو پہکارے تو وہ  
اس کے سامنے نیزد آجائے کے لئے آجاتے تھے۔

جب امام حسین نے نمازنگاری کی مہلت لشکر ابن سعد سے طلب کی تھی اور حسین  
بن یمنیر نے جواب میں وہ سخت کلمہ کہا تھا کہ اے حسین! آپ کی نماز قبول نہیں۔  
یہ جواب سن کر جیب نے جسیں ہرگئے اور آپ نے یہ جواب دیا تھا: "اے بدخت!  
نماز رسولؐ کی غاز قبول نہ ہوا اور کچھ جیب نے شراب خوار کی قبرل ہو۔ یہ سن گرچیں  
نے جیب پر حملہ کر دیا اور جیب اس شقی پر چھپیا اور آس کے گھر ٹرے  
کے نہ پر تلوار ادا کی، اس کا گھوڑا زخم کیا کر گر پڑا۔ حسین پنجھے گر پڑا اور ابن  
سعد کے لشکر کا حسین کو جیب سے پچاکارا ہملے کیے اور جیب لشکر ابن  
سعد میں حسین کی تلاش میں پھرتے رہے تاکہ وہ مل جائے تو اسے چشم رسید  
کر دیں۔ مگر وہ نہ مل۔ جیب نے اور وہ پر حملہ مژوٹ کیا اور یہ رجز پڑھتے  
تھے۔

ان اصحاب و ابی مظہر فارس ہیجا و هرب تعر  
انتم اعددة واکثر و محن ادنی منکرو اصبر  
و محن اعلیٰ جحۃ واظہر حقا واقعی منکرو واعذر  
جیب بڑی بہادری سے لڑتے رہے، اس بڑھ کی جگہ پر ایک شاعر  
نے مجھی کیا خوب شعر کہا۔

یوں چھپے ہیں دشن پر جیب ابن مظاہر  
جو شکن انتھے وہ گئے تیرنی صورت۔

جیب نے بہت سے لوگوں کو مرت کے گھاٹ اتارا۔ آخر بن حزم  
عقافی نے جیب پر نیزہ لگایا جس کی وجہ سے جیب زمیں پر گر پڑے اور  
اٹھنا چاہتے تھے کہ حسین بن شیم نے جیب کے سرپارک پر تلوار گائی،  
جس سے جیب گر پڑے۔ نہ وہ بھی شیم کا شخص گھر لے سے اتر اور  
جیب کا سرپارک سے جا کر دیا۔

جیب کی شہادت کے بعد جناب امام حسین تیر الفاظ فرمائے  
تھے۔ اے جیب! خدا سے تم کو اور اپنے مد کرنے والے اصحاب کو لوں گا۔

**إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِحُونَ**

تھے۔ ان کے بعد جیب بن مظاہر جیب نے خطبہ میں عابس کو خطاب کر کے  
کہا: "خدا رحمت نازل کرے تم پر کہ جو تم پر واجب مقام سے محض کلام میں ادا کرنا  
اور قسم خدا مجھ پر بھی لفڑت و اطاعتِ امام حسین علیہ السلام فرض ہے جیسے  
تم پر فرض ہے۔"

جیب بن مظاہر اور مسلم بن عوسیج کو فداں اول سے حضرت امام حسین کی بیعت  
لئے رہے، جب ابن زیاد کو فدا میں آیا تو اہل کوفہ بدل گئے اور ان زیاد کے ساتھ  
ہو گئے۔ اس وقت سے جیب اور مسلم بن عوسیج روپوشی کی زندگی بس کرنے  
لئے... ان کی قوم نے ان کو چھپا رکھا تھا جب امام حسین کریلا تشریف لائے  
اور جیب اور مسلم کو اطلاع میں دو دنوں رات کو جیب کو فدا کے کریلا کے  
لئے روانہ ہوئے۔ راتوں کو سفر کرتے تھے۔ اور دن کو چھپ جاتے تھے۔  
یہاں تک کہ کریلا پہنچ گئے۔

طبعی نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ جب ابن سعد نے کثیر بن عبد اللہ شعبی  
کو خدمت حضرت امام حسین میں یہ پیغام دے کر یہاں تھا کہ آپ اس طرف کیوں  
آئے ہیں تو کثیر حضرت کی خدمت میں بیش راحظ ہوئے بلطف لیگا اور وہ اس لئے  
کہ اب وہ اپنے نے لے ملاقات سے روک دیا تھا اور یہاں تھا کہ یہاں بندہ ہو کر وہ امام  
سے ملاقات بنسیں کر سکتا۔ کثیر کے پلٹ جانے کے بعد ابن سعد نے قرآن قیس  
خاطلی کو حضرت کی خدمت میں بھیجا۔ اس کو آتا دیکھ کر امام نے اپنے اصحاب سے  
فرمایا: یہاں میں سے کوئی شخص اس کی بھیجا نہیں ہے جیب نے عرض کیا لے  
مریا یہ میرا بھا بھجے ہے اس کو تو میں جاتا تھا کہ نیک اور بیان ہے یہ نہیں معلوم  
تھا کہ یہ اس لشکر کا ساتھ دیکھا۔ قرآن حاضر خدمت ہوا اور پیغام ابن سعد کو امام  
کی خدمت میں پہنچا گیا۔ جواب لئے کروہ والیں جا رہا تھا کہ جیب نے پکارا۔

"قرۃ۔ ظالموں کے پاس کہاں جاتا ہے، ارسے ان کی مدد کر جن کے بزرگوں  
کی وجہ سے ہم کو ایمان لنصیب ہوا ہے۔" قرۃ نے جواب دیا میں پیغام لیا ہوں  
جواب پہنچانے کے بعد بھر میں غور کر دیا کا کہ مجھ کی اکنچھا ہے۔

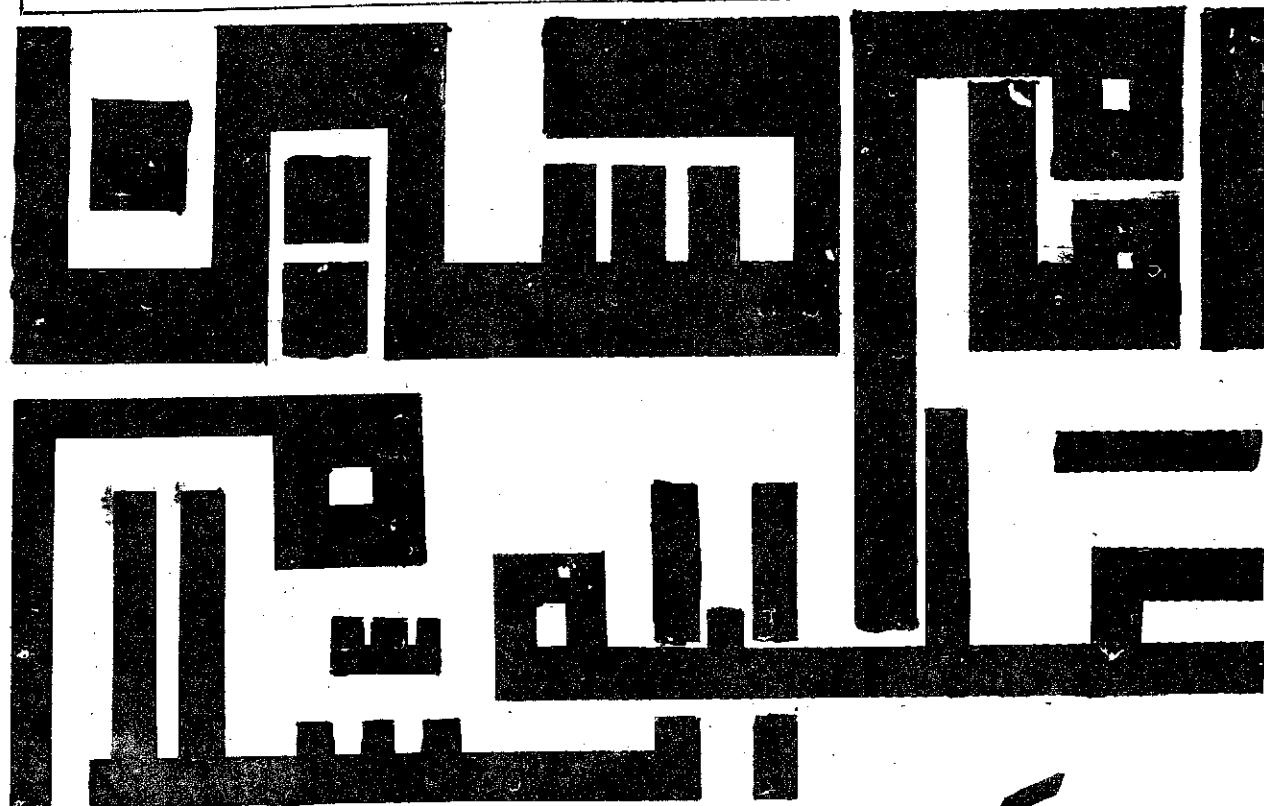
طبعی نے یہ بھی لکھا ہے کہ لوئی حرم کا لشکر ابن سعد نے دوپھر کے وقت  
حضرت امام حسین پر تیر ٹھانی کی تھی۔ جناب عباس کے ہمراہ دوسرے اور  
اصحاب مجھی گئے تھے جن میں جیب ابن مظاہر بھی تھے۔ جب جناب

عباس لشکر ابن سعد کا جواب سے کہ امام حسین میں کی خدمت میں آئے۔ جناب  
عباس کے دوسرے ساتھی ابن سعد کے لشکر کے مقابل میں وہیں کھڑے سے تھے۔

اس وقت جیب بن مظاہر نے زیرین قیس سے کہا تھا: اے زیبراں کو  
سچا و زیست نہ کہا: اے جیب پہلے تم ابتدا کرو پھر میں بھی جو کہتا ہے وہ  
کہوں گا۔ جیب نے اس طرح سے نصیحت شروع کی۔

"اے قوت! اے جب تم اپنے بیٹے کے نواسے کو قتل کر کے کل  
قیامت کے دن خدا کے سامنے حاضر ہو گے تو تم سے بُرا  
کون ہو گا اسے قوم! تمہارے شہر کے لوگ ترشیب زندہ دار  
اور خدا کی یاد کرنے والے ہیں۔"

عززہ بن قیس نے جواب میں کہا، اے جیب! جس قدر جی چاہے اپنے  
اپ کا چھا کہہ دو۔ عززہ کا جواب زیرین نے دیا۔



حسین علیہ السلام میدان جنگ کے پڑھنے، عمر اور شہادت کا یہاں بنتے ہوئے کھڑے ہیں، غریزوں کی موت، بھائیوں کی شہادت، انصار و اصحاب کی جدائی اور چھپٹے، کم سن، حصرم پھول کی تیجی اور بے کسی دلیلے سی ان کے رادے کوڈاوا اول نہیں کر سکی، جھرک، پیاس، ٹھنک بے خوابی بھی ان کے محکم ارادے اور بینہ حوصلوں میں رخنہ نہ رکال سکی۔ اہل حرم اور بیانی زادوں کا مستقبل بھی ان کے سفر شہادت میں کسی قسم کی ہر چیز پیدا کر سکتا۔

آئے نے دشمنوں کو لامکارا اور مقابلے کی دلکشی میں، تمیم بن قحطان میدان میں آیا۔ اس کے اور امام حسین کے درمیان جنگ شروع ہوئی۔ جنگ شروع ہوتے ہی "تمیم" کے پیکٹ کئے اور وہ زین پر گزرا۔ امام حسین علیہ السلام نے اسے قتل نہ کیا۔ بلکہ اس سے دریافت فرمایا: مجھ سے کسی قسم کی مدد جاہاتا ہے؟ تمیم نے کہا: مجھ میں چلتی کا قدرت نہیں۔ میری قوم والوں سے کہتے کہ وہ آکر مجھے ہماں سے لے جائیں۔

امام حسین علیہ السلام نے اواز دی، اس کے ساتھی اُسے اور اسے اپنا کر لے گئے۔ "عمر بن فتحا" جو تمیم کا مادری بھائی تھا، بدلم لینے کی نیت سے میدان میں تیزی سے آیا۔ جب امام حسین کے نزدیک ہوا تو گھوڑے نے اسے زین پر چھکنک دیا۔ غر کو گھوڑے نے اس قدر دندن دالا تھا کہ اپنی جگہ سے تیزی کے ساتھ اٹھنے کی اس من رسکت نہ تھی۔ امام حسین علیہ السلام اس کے سر باتے حاکر کھڑتے ہو گئے لیکن اس سے کھنڈ نہ کہا۔ "ابن فتحا" ماقت تھج کر کے کسی طرح اپنا اور اپنے گھوڑے کے پاس گیا۔ اس وقت بھی امام حسین علیہ السلام اس کو درمیان خالی نہ ہوتے، "غمہ نہیں گھوڑے سے پر بیٹھا گیا اس کے باوجود امام حسین

# آخری لمحے

ناصر ان حسین سب کے سب بڑی مردانگی اور شرافت کو گھے لگائے ہوئے بستہ شہادت پر امام و ناہبوں کے سقراطی، عاشورہ کی خون میں دُوپی ہوئی اُخڑی گھنیاں قرب سے قرب ترا جائیں ہیں، شہداء کے تاریخ کے غیظم رہنماء فرزند رسول امام حسین کی شہادت کی باری آجی ہے۔ اب انہیں میدان کا راز میں قدم رکھنا ہے تاکہ فخر و شجاعت سے پُر دفتر شہادت کا اُخڑی باب ختم کرس۔ وہ عظیم رہنماء جپانی اعزاز اور اقارب دوستوں اور مرداروں کا راغمی پر اپنے اچھا چکا ہے اور ہر ایک کا موت کا خوبی منظر لئی آنکھوں سے دیکھ چکا ہے، کریں جو ان بیٹے علی اکبر کی شہادت، یادگار برادر قاسم کی شہادت... تیر لگتے ہی ماخنوں پر پلٹ جانے والے علی اصغر کی شہادت... قوت بازو عباس کی شہادت... سمجھوں کو ایڑیاں رگڑتے، دم توڑتے اور مرتے دیکھا اور اب خود میدان جنگ کی جانب رو انہوں نہ ہو یہے۔

علیہ السلام نے اسکا بر جملہ نہ کیا۔  
وہ تھوڑی دیر کے بعد میدان جنگ چھوڑ کر کوفہ کے سپہ سالار کے پاس جلا

گی اور اسے مخاطب کر کے بولا : "حسینؑ کی جوانمردی مجھے اس بات کی اجازت  
نہیں دیتی کہ میں ان پر تلوار اٹھاؤں۔" پھر صحرائی طرف تکلی گیا اور وہ میں سے  
نپسہ ہو گیا۔

کیا تاریخ بشریت، نے اپنی ہزار ہاجنگر میں کسی ایسے جنگ کا در شجاع  
کو دیکھا ہے؟ جس نے میدان جنگ میں کسی ایسے جنگ کا در شجاع  
اس نے حسین علیہ السلام کا مقصود اور راه و روش کیا تھی؟

حسینؑ کے دل میں نہ رکسی کے خلاف گردھی اور نہ ہی اپنے دل میں کسی سے  
کینہ وعداوت رکھتے تھے جب تک آپ پر کوئی جملہ آور نہ ہوتا۔ آپ بھی جنگ  
کی ابتداء نے فوائتے، آپ نے میدان جنگ میں کبھی بزدلی کا منظاہرہ نہیں فرمایا۔  
چنانچہ آٹھ نے کبھی شب خون نہ مارا۔ اور بڑی بی بزرگی و غلطت کے ساتھ  
دنیا گی جنگ لڑتے رہے۔ پہاں تک کہ در جمیشہارت برقاٹر ہوتے۔

کیا اس قسم کی جوانمردی اور غلطت و رفتگت کی مثال محمد اول محمد صلوات اللہ  
علیہم اجمعینؑ کے ذمہ بے سوا اور کسی ذمہ بے وکالت نکریں ملتی ہے؟  
حسین علیہ السلام جہاں ایک جانب ٹیک اور اس کے جھانی کے ساتھ  
جنت دالفت کا برتاؤ کرتے ہوئے فظرتے ہیں، وہیں جنگ کے موقع پر قت آنہا  
وہیں کے مژاہی دل فوج پر اس طرح مینہ لشکر پر جلد اور ہرستے ہیں کہ صفیں الٹ  
پلٹ کر منتشر ہوتی ہوئی دکھائی دیتی ہیں۔ طوفان کی ماشِ حنچھاڑتے  
ہوئے، تواراٹھاتے ہیں، وہیں کے سپاہی خوف و دہشت کے عالم میں تدارک  
وارستے بچنے کے لئے راہ فرا افتخار کرتے ہیں۔

ابن عازر کا بیان ہے :

"حسینؑ نیک و تہنیارہ گئے تو کوفیوں نے انہیں بزغی میں لے لیا۔  
خدا کی قسم! بلاؤں میں ٹھہرے، مصیبت کے مارے حسینؑ کی طرح کسی کو نہیں دیکھا  
جو اس قدر طاقت کا منظاہرہ کرتے ہوئے تحکم ارادے اور قوی دل کا مالک رہا  
ہوئے۔"

حسینؑ نے دوسرا بار لشکر بیزید کے مدد و رباکی جانب پر سر جنپڑتھے  
ہوئے جلد کیا : "میں حسینؑ ہوں، علیہ تھا بچگر بند، خدا کی قسم کا اکر کہتا ہوں کہ اپنی  
روش پر قائم ہوں گا۔" اس ولیران جنگ کے بعد اپنے دعوہ گاہ کی طرف  
پلٹئے اور فرمایا : "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ

ایک بار اپنی تہنیائی کا احساس کرتے ہوئے آواز بیلندگ، امام وقت تھے،  
امام جنت کے لئے : "هَلْ مِنْ نَاصِيَّةٍ يَنْصُرُنِي وَهَلْ مِنْ ذَآءٍ  
يَنْدُبُ عَنْ حَرَمَ رَسُولِ اللَّهِ؟" ہے کوئی یاد رہا مددگار جو میری  
مدود کے، اور بہے کوئی جرسوں فدا کے خلازادہ پاک کا وفاخ کرے؟  
"الْبَوَالْحَتْوَنَ" اور اس کے بھائی "سعید" جن کا تلقی خارج سے تھا  
اور جن کا شمار علیؑ کے دشمنوں میں تھا، متوجه ہوئے اور امام حسین علیہ السلام  
کی مظلومیاں فریاد سے تاثر ہو کر اپس میں کہنے لگے :

"جسیں ہیں، رسول خدا کے دلیند، ہم قیامت کے دن ان کے ننانا کے

سفارش و شفاعت کی امید رکھتے ہیں تو ہمان سے جنگ کرنے کیا معنی ہے کیا  
ہمارے لئے یہ مناسب ہے کہ اس مظلوم دشمنوں کے مذہب میں تنہما  
چھوڑ دیں۔"

دوسری بغیر کسی تاخیر کے امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے،  
لئیہ کی اور دشمنان خدا و رسول سے جنگ کی اجازت طلب کی، اجازت ملی،  
مشیر کھینچنے ہوئے دشمنوں پر ٹوٹ پڑے، متعود دشمنوں کو وصل ہمیں  
اور زخمی کیا۔ پھر امام حسین علیہ السلام کے رکاب میں درجہ شہادت پر فائز  
ہوئے۔

حسینؑ جراحتوں سے چور، خستہ و شکست ہر چکے تھے۔ چاہا کہ  
تھوڑی دری ٹھہر کر شگنگی کو وہ در کر لیں۔ اتنے میں تیروں کی باڑھنے سے جسم نازنیں  
حسینؑ کو جھلکی کر دیا۔ اس حسینؑ کی طاقت و قوتانی کی جگہ دے چکی  
تھی، صرف اس قدر سکت رہ لگتی تھی کہ اپنے آپ کو تھوڑی سے کی زین پر بھالے  
رہیں اس نیزی لشکر خوف کے مارے آپ کے نزدیک آئے کی جہات اپنے  
آپ میں نہیں پا رہا تھا، شمؑ نے آواز دی : "حسینؑ کا کام تمام کر دو۔"  
ایک شقی نے آپ کے چہلوں سے مبارک پر نیزہ مار کر زخمی کر دیا شہید  
کا یہ سید و سردار تھوڑی سے زمین پر گرا اور زمین پر آئے ہی اپنا داہست  
رخسار فاک کر لیا پر رکور فرمایا :

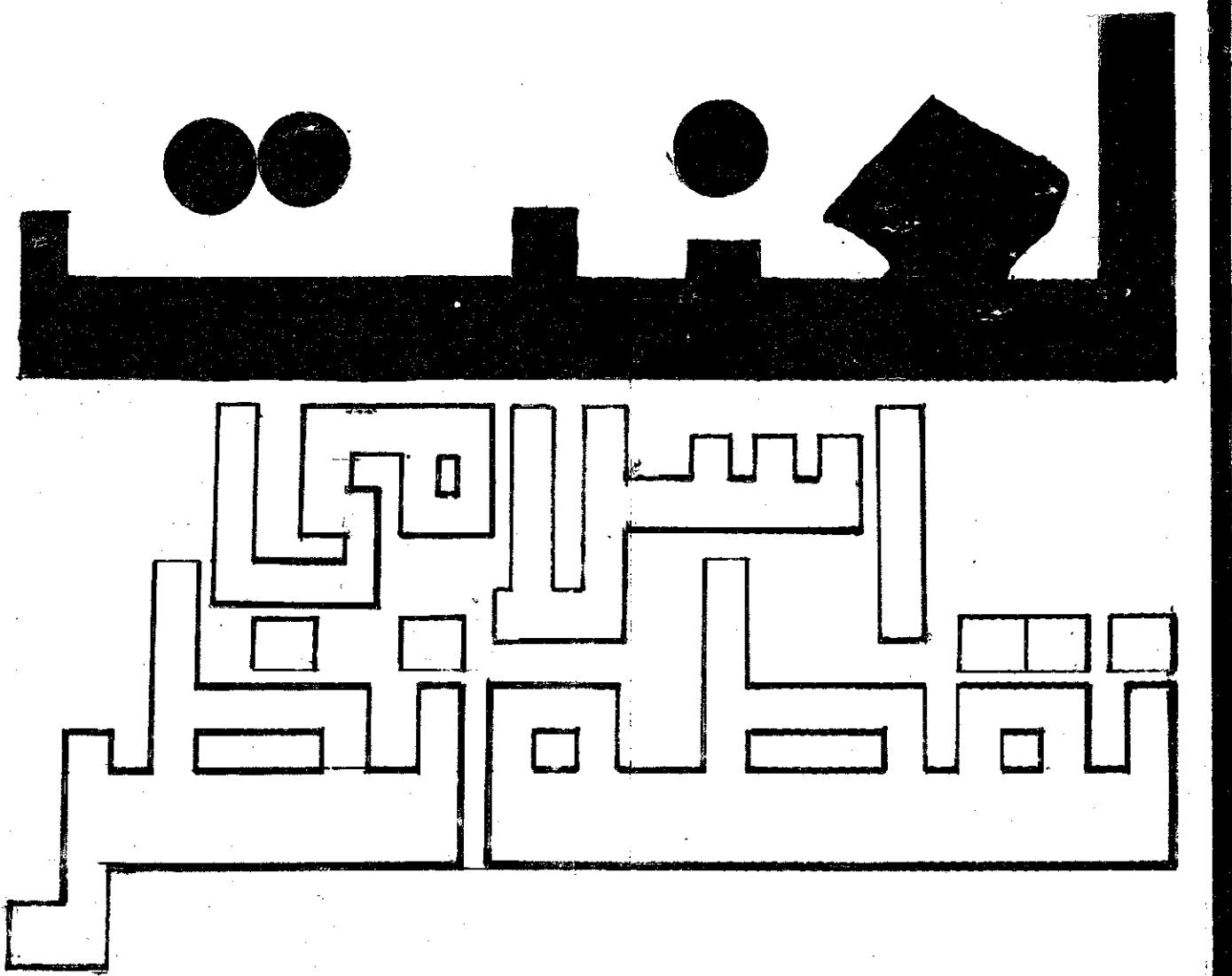
"سَمِّلْ اللَّهُ وَبِيَ الَّذِينَ عَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ۔".....  
حسینؑ کی ابھائی زینب کبریٰ خمہ سے باہر تشریف لائیں اور نالہ وزاری کرتے  
ہوئے ان سوختہ دل نے "عمر سعد" کو مخاطب کر کے فرمایا : "الْيَقْتَلُ  
الْبُوْعَبْدِ اللَّهُ وَأَنَّتَ تَسْتَظْرِفُ الرَّبِّيْهِ۔"..... اسے سعد کے  
بیٹے : "الْوَعِيدُ اللَّهُ كَوْثَلِيْكَ" کیا جا رہا ہے اور تو اس ہر لئاں کا نظر کو دیکھ  
رہا ہے، منظار اس قدر جاگاہ اور ان بی بی کا نالہ اس قدر درد میں ڈویا ہوا  
تھا کہ لوگوں کا بیان ہے کہ عمر سعد کے کوہبہ چھپے پر انسوؤں کی دھار بہنے  
لگی اور بنی زادی کی طرف سے نہ پھیر لیا۔ جناب زینب نے کوفیوں کی طرف  
رخ کر کے فریاد کی : "أَمَا فَيْكُمْ مُسْلِمٌ؟"..... کیا تم میں کوئی مسلمان  
نہیں ہے کوئی جواب نہ طا۔

آخری شہر آنکے بڑھا، اور سریں مبارک کوئی نازنیں حسینؑ سے جدا  
کیا، اسی کو جامِ پیشہ ساختی، سستان بن انسان نے امام علیہ السلام کا سر  
مبارک نیزہ پر بلند کیا، لشکر کے سپہ سالار عمر سعد نے فتح کی جانب رخ  
کیا۔

سچھہ کو عاشورہ کے دن کی آخری ساعتوں میں، جب سورج شرم  
سے من چھپا کر گئیں کانھا باب اپنے ہمراہ پر ڈال جھاٹھا، خدا و رسول سے  
بے خبر بزرگی فوج کے سلحان تاسیا ہیوں نے آں رسولؑ کے خسروں میں  
یعنی اگل رکاوی اور سارے مال و مماثع کو روث لیا۔ بنی زادیاں قیدی بنائی  
گئیں۔

الْدَّاعِتَةُ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ وَسَيِّعَ الْمَلَمَ الظَّالِمِينَ

منقلب ینقذیوں -



اور یہ دیکھنے کے لئے کہ قرآن و سنت میں اس کا کیا حکم ہے۔ مختلف اندراز سے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔

#### ۱۔ لعنت کا مفہوم :

لغت میں لعنت کی معنی یہیں دوڑ کرنا۔ فحص میں کسی کو دوڑ بہانا۔ اگر خدا کسی پر لعنت کرے اس کا مطلب یہ ہے۔ خدا نے اس کو اپنی رحمت سے دوڑ کر دیا ہے۔ اگر انسان انسان پر لعنت کرے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے لئے خدا کی ناراضگی اور عذاب و عتاب کا مطالبہ کر رہا ہے۔

(المفردات راغب اصفہانی / ۲۵)

#### ۲۔ لغت کی قرآنی حقیقت :

قرآن کریم میں ۱۷ مقامات پر ۸ مختلف شکلوں میں لعنت کا استعمال کیا گیا ہے جس میں ۹ مرتبہ افراد کی دوسروے افراد پر لعنت و عذاب الہی کا مطالبہ ہو رہا ہے ابیاء کی لعنت افراد پر اور ۲ بار ملائک کی لعنت انسان پر اور تقبیہ مقامات پر خدا کی لعنت لوگوں پر۔ جیسے خدا کا ارشاد ہے۔ "وَمَن يَقْتَلْ مُومناً مُعْتَدِلاً فَحُزْنَةُ جَهَنَّمَ خَالِدٌ إِيمَانَهُ وَعَصْبَى اللَّهَ عَلَيْهِ وَلَعْنَةً وَأَعْدَلَهُ عَذَابًا إِلَيْهَا رِسَاعٌ" (۹۳) اگر کوئی جان بوجہ کر کسی مومن کو



تاریخِ اسلام میں ایسے افراد نظر آتے ہیں جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت و عقیرت رکھتے ہیں لیکن دین کے خارج اور داخلی مشنوں و کفار و منافقین سے اظہار برانت کرنے میں اختیاط کرتے ہیں۔ اور اسی اختیاط کو تقویٰ و پرہیز کریں شمار کرتے ہیں۔ یعنی یہ افراد میدان "تولی" میں تو نظر آتے ہیں لیکن "تبری" میں منزل میں ذرا دوڑ رہتے ہیں۔ جس طرح زیرین دین سے تولی لازم ہے کیا شمنان دین سے تبری لازم ہیں ہے؟! - کیا تبری کے بغیر تولی بٹھن ہے؟!

یہ بحث قید ایام سے علماء اہل سنت اور علماء شیعہ کے درمیان گفتگو کا موضوع رہی ہے۔ اسلام میں "لعنت" کی حقیقت واضح کرنے کے لئے

مسیطتان یتفق کیتے یہاں یہ ہو دی ہکتے ہیں خدا کا ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے، خداون کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔ اس بات پر ان کی لعنت کی گئی ہے۔ بلکہ خدا کے دلوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں وہ جس طرح چاہتے ہے خروج کرتا ہے۔ اس بنابری تو محی ہو دیوں کی طرح اس بات کا قائل ہو کر خدا بجور ہے کسی تبدیلی کا امکان نہیں ہے۔ وہ ہو دیوں کی طرح لعنت کا مستحق ہے۔

۵۔ تہمت : سورہ نور کی ۲۳ ویں آیت میں ارشاد ہے: "ان الذين یرمون المحضات الغافلات المؤمنات لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم" یعنی ہو لوگ جو پاکیسا را ورنے بے خبر میں عورتوں پر تہمت لگاتے ہیں ان پر دنیا و خوت دلوں جگہ لعنت کی گئی ہے اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔ اسی طرح کی بات اسی سورہ کی بھی اور ساری آیت میں بھی بیان کی گئی ہے اس بنابری وہ لوگ جو پاکیسا زمر من عورتوں پر تہمت لگائیں ان پر لعنت کرنا سنت الہی ہے۔

۶۔ قاتل : الگر کسی کو جان بوجھ کر قتل کر دے۔ سورہ نماع کی ۳۹ ویں آیت میں ارشاد ہے "وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مَتَعْدًا فَجَزَارٌ جَهَنَّمَ حَالَدًا فَهَا وَعَذِيبُ اللَّهِ عَلَيْهِ لَعْنَةٌ وَأَعْدَلُهُ عَذَابًا عَظِيمًا" اگر کوئی میں میں کو جان بوجھ کر قاتل کر دے اس کی مزا جہنم میں ہمیشہ رہتا ہے اور اس کے لئے خدا کا خوبی اور لعنت ہے اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب مہیا کیا گیا ہے۔ وہ لوگ جو میں کو عمدًا قاتل کرتے ہیں ان پر لعنت کرنا قرآن کے بدیہیات میں شامل ہے۔

۷۔ حقیقت چھپانا : سورہ بقرہ کی ۹۹ ویں آیت میں ہے۔ "ان الذين یکتُون ما انْزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَى مِنْ بَعْدِ مَا يُبَيِّنَاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أَوْ لِكُلِّكَوْنِ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّهُ عَنْهُنَّ" وہ لوگ جو ہماری نازل کردہ روشن نشایوں اور بدایوں کو جیسے ہمئے کتاب میں لوگوں کے لئے واضح کر دیا ہے۔ چھپا تے ہیں خداون لوگوں پر لعنت کرنا ہے اور لعنت کرنے والے بھی ان پر لعنت کرتے ہیں۔ یہ آیت ہو دی علماء کے بارے میں ہے جان شہادتوں کو چھپا تے تھے۔ جو توریت میں رسول خدا میں مطلع موجود تھیں، یا سرے سے اسے ان کے وجود کا انکار کرتے تھے۔ یہ اس لئے کرتے تھے تاکہ ہو دی مسلمان مذہبوں اور ہمیات سے دور رہیں۔ لیکن یہ بات واضح ہے کہ کسی آیت کا شاشان نزول اس کے مفہوم کو محدود نہیں کرتا ہے۔ اس بنابری وہ شخص اور ہم وہ عالم جو اسلامی حقائق اور احادیث نبوی جو سچ شہد ہمیات ہیں ان کو چھپا گئے لوگوں سے بیان نہ کرے۔ یہ آیت اس پر منطبق ہوتی ہے اور اس طرح خدا اور لعنت کرنے والوں کی لعنتیں اس کے شامل حال ہوتی ہیں۔ ان لوگوں پر لعنت کرنا ہمارا بھی فرض ہے تاکہ ہم بھی قرآن کریم کے اس لفظ "لا عنو" میں شامل ہو سکیں۔

۸۔ گناہگار : سورہ مائدہ کی ۷۷ و ۷۹ ویں آیت میں خدا کا ارشاد ہے "لَعْنَ السَّدِينَ كُفَّارًا مِنْ بَنِ إِسْرَائِيلَ عَلَى سَانِ دَاؤَه

قتل کرے تو اس کی مزا جہنم ہے۔ جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اس پر خدا کا غضب اور لعنت ہے۔ خدا اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا) اور اس کے لئے درستاں عذاب ہے۔ اس بنابری شخص پر لعنت کرنا نہ رفت غلط نہیں ہے بلکہ قرآن کی سنت اور دینی فرضیہ ہے۔ قرآن کریم کے تمام پیر و کاروں کے لئے لازم اور ضروری ہے محققوں لعنت پر لعنت کریں۔

۳۔ لعنت کے اسباب : جس طرح کچھ ایسے مخصوص افراد میں پر قرآن کریم میں باقاعدہ لعنت کی گئی ہے جیسے الیس (سورہ ص ص ۱۰۷، سورہ نامہ آیت ۱۱۸) فرعون اور اس کے پیر و کار (سورہ ہود آیت ۹۹۔ سورہ قصص آیت ۳۴) اسی طرح بعض ایسے لوگوں میں جن پر قرآن کریم میں باقاعدہ لعنت کی گئی ہے۔ ان کا الجمال تذکرہ اس طرح ہے۔

۴۔ کفار - خداوند عالم نے مختلف مقامات پر کافروں پر لعنت کی ہے سورہ بقرہ کی ۱۱۱ ویں آیت میں ہے "ان الذين کفروا ماتوا هم کفارا و لکل علیهم لعنة الله" جن لوگوں نے کفار اختیار کیا اور کفر کی حالت میں مر گئے ان پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ قرآن کریم میں صرف خدا کا انکار کرنے والوں کو کافر قرار نہیں دیا گیا ہے بلکہ ہو دیوں کو بھی کافر لکھا گیا ہے۔ یہ لوگ خدا کو تسلیم کرتے تھے لیکن رسول خدا کا انکار کرتے تھے (سورہ بقرہ آیت ۹۰) اس بنابری خدا کافر ہو جائے یا حق کو جانتے ہوئے اس کا انکار کرے اس کو تسلیم نہ کرے اس پر لعنت کرنا ضروری ہے۔

۵۔ منافقین : قرآن کریم میں متعدد مقامات پر منافقین پر لعنت کی گئی ہے جیسے سورہ توبہ کی ۴۸ ویں آیت میں ارشاد ہے۔ وَعَدَ اللَّهُ الْمَنَافِقِ وَالْمَنَافِقَاتِ وَلَا كَفَّارَ بَنِي جِهَنَّمَ هُنَّ فِيهَا هُنَيَ حَسِبُهُمْ وَلَعِنُهُمُ اللَّهُ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِيمٌ" خداوند عالم نے منافق میوں اور منافق عورتوں اور کافروں سے اُتش جہنم کا وعدہ کیا ہے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہ ان کے لئے کافی ہے اور خداوند اس پر لعنت کی ہے اور ان کے لئے باقی رہنے والا عذاب ہے۔ ہمذا منافقین پر لعنت کرنا قرآن کی سنت ہے۔

۶۔ مشرکین : سورہ فتح کی چھی آیت میں ارشاد ہے "وَلَيَعْذِبَ اللَّهُ الْمَنَافِقِ وَالْمَنَافِقَاتِ وَالْمُشْرِكِينَ وَالْمُشْرِكَاتِ الظَّانِينَ بِاللَّهِ ظُنُنَ الْأَسْوَعِ عَلَيْهِمْ دَائِرَةً السُّوءِ وَغَضِيبُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ وَلَعِنُهُمْ أَعْدَلُهُمْ حَمِيمٌ وَسَادَتْ مُصِيرًا" اور منافق عورتیں اور مشرک مرد، مشرک عورتیں جو خدا کے بارے میں برے خیالات رکھتے ہیں ان سب پر خدا عذاب نازل کرتے۔ ان کے سرخراہ کی گریش ہے اور ان پر خدا کا فضیب ہے خداوند اس پر لعنت کی ہے اور ان کی میٹھی جہنم کو مہیا کیا ہے جو بیدریں الجام ہے اعلیٰ مشرک پر لعنت کرنا ضروری ہے۔

۷۔ جمیریہ : دو افراد جو اس بات کے قابل ہیں خدا بجور ہے۔ اس کے نیار میں کچھ نہیں ہے۔ سورہ مائدہ کی ۷۶ و ۷۷ ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے "وَقَاتَ الْبَسُودَ يَدَ اللَّهِ مَحْمُولَةً غَلَاثَ أَيْدِيهِمْ وَلِسْنَوْهُمَا قَالَ اللَّهُ أَيْدِاهُ

مُحَكَّمَةٌ بِهَتْ بِرَبِّهِ۔

۱۳۔ چھوٹ : سورہ آل عمران کی ۴۰ویں آیت جو ایسے میاہر کے نام سے شہر ہے اس میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ فتن حادیک فیہ من مد ما جائیک من العلم فقیل اتفاقاً وَ بَدْعَ ابْنَاسْنَا وَ ابْنَائِنَا کم بِنَاسْنَا وَ نَسَائِنَا کم والفسنا وَ انفسکم شم نیتھل فنجعل لعنة الله على الكاذبین ۔ اے پیغمبر جو لوگ علم آجائے کے بعد اپ سے کٹ جھتی کریں ان سے کہہ دیجئے کہ اُذنِہم لوگ اپنے اپنے فرزند، اپنے اپنے بورتوں اور اپنے اپنے نفسوں کر بلائیں۔ اور پھر خدا کی بارگاہ میں دعا کریں۔ در چھوٹوں پر خدا کی لعنت قرار دیں۔ اس بنا پر جو شخص خدا کی طرف غلط نسبت فی، جناب عیسیٰ اکر خدا یا خدا کا فرض فقرار دے، باطل عقائد رکھے۔ لعنت کا سختی ہے۔ قرآن نے صرف اسی کو جھوٹا قرار دیا ہے جس کا عقیدہ سخاف پھوپھو کیلہ سورہ نور کی ۷۶ویں آیت کے مطابق اس کو بھی جھوٹا قرار دیا ہے جو یا کوئی من عورت پر تہمت لگائے وہ بھی جھوٹا ہے اور وہ بھی لعنت کا نزاٹ اس

ہے۔

۱۴۔ شجرہ ملعونہ: خداوند عالم نے سورہ اسرار کی ۲۰ویں آیت میں شجو ملعونہ کا ذکر کیا ہے۔ "وَمَا جعلنا الرُّؤْيَا الَّتِي أَرَيْنَاكُمْ الْأُولَى فَتَنَّتَ لِلنَّاسِ وَالشَّجَرَةُ الْمَلْعُونَةُ" ہم نے آپ کو جو خواب دکھلایا اور لعنت شدہ درخت یہ سب لوگوں کی آنماش اور اپنے بلئے ہے۔ اس کی شان نزول کے بارے میں، ابن حیری طبری، ابن الجائم بن مردویہ، ثعلبی، ابن عساکر، اور یعنیق نے حضرت حسین بن علی، سهل بن سعد، ابن عمر اور سعید بن حنبل کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے! یک دن رسول خدا اپنے خواب دیکھا کہ "حکم بن الی الملاص" (بنی امیرہ) کے فرزند بندروں کی طرح ان کے منبر پر کو در ہے ہیں۔ اس خواب سے آنحضرت اس قدر مناشر ہوئے کہ آخر عنکبوت ہنسنے تھیں۔

(تفسیر طبری ۵۱۰، الدر المنشور ۳/۱۹۱)

تفسیر ابن حنبل کے مطابق شجرہ ملعونہ سے بنی امیرہ مراد ہیں یہ وہ افراد ہیں جنہوں نے ہر طرح کے نظام مذہلے ہیں اور ہر طرح کے کام انجام دے ہیں۔ حضرت ابو بکرؓ صاحبزادی جناب عالیہ نے مردان حکم سے کہا۔ میں نے رسول خدا اصلی اللہ علیہ وسلم اور اپنے شاہی کہ تمہارے پ پ اور رادا کے بارے میں فرمایا "شجو ملعون" سے مراد تم لوگ ہو؟" ( الدر المنشور ۳/۱۹۱، نقل از مردویہ)

ایک دوسری روایت میں ہے کہ جناب عالیہ نے مردان سے کہا: "عَنِ اللَّهِ أَبَاكَ وَأَنْتَ فِي صُلْبِهِ فَإِنْتَ بَعْضُ مِنْ لِعْنَةِ اللَّهِ بَمْ تُصْلَبُ بِذِرْمِيْدِنْخَشَهِ إِنْ وَقْتَ خَلَانَتْ تَهَارَسَ بَيْنَ بَابِ لِعْنَتِكِ كَمْ تَرَسَ بَيْنَ اس بَنَاءِكِ تَمْ بَعْضِيْمِيْدِنْخَشَهِ اِنْ لَوْكُوْنِ مِنْ شَنَالِ ہوْجِنْ بَرَخَانَتْ لِعْنَتِكِ كَمْ تَرَسَ" (تفسیر قرطبی ۳۹۰، تفسیر کبیر ۲/۲۷)

ابن الجائم نے یعنی بن مروے سے روایت کی ہے۔ حضرت رسول

وعیسیٰ بن موسیٰ مَذْكُورُهُ مَا عَصَوْهُ كَانُوا يَعْتَدُونَ کا لوا لا یتناہون عن متکر فعدوه بشس ما کانوا یفعلون۔ جناب داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام نے نبی اسرائیل کے کافروں پر لعنت کی ہے اس کا سبب یہ تھا کہ یہ لوگ تازماڑا سختے تھے اور جو دسے تجاز کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کے گناہکار اصحاب سبیت و اصحاب مائده، اس آیت میں کافر قرار دیتے گئے ہیں۔ اور لعنت کی وجہ تازماڑی اور جو دسے تجاز کرنے والیاں ہے۔ اس ناپرائیا علیہم السلام کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ گناہکاروں اور فاسقوں پر لعنت بھیجنیں۔

۹۔ رسول خدا کو ایڈا ہو چکا: سورہ احزاب کی ۷۵ویں آیت میں ہے: "إِنَّ الَّذِينَ يَوْدُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لِعْنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعْدَلَهُمْ عَذَابًا مُّهْمِنًا" جو لوگ خدا اور رسول کا ذلت پھر پچاہی سے بیرون ادا کرنے والے دنیا و آخرت میں ان پر لعنت کی ہے اور ان کے ساتھ رسوئی کرنے والے دنیا و آخرت میں اس کا عذاب مہمنا کیا ہے۔ جو لوگ خدا اور رسول خدا کو ایڈا کرنے والے ہوئے جس کی بیرونی ہے اس پر لعنت کرنا سنت الہی ہے جس کی بیرونی ہمارے لئے ضروری ہے۔

۱۰۔ مرتد: سورہ آل عمران کی ۸۶ویں آیت میں ارشاد ہوتا ہے "كَيْفَ يَهْدِي اللَّهُ قَوْمًا لَّهُ فِي الْأَعْدَى يَهْدِي إِنَّمَا يَهْدِي أَوْلَادَكَ حِجَّةَ أَئُمَّهِمْ" حدا اس قوم کو اس طرح ہدایت دے گا جس نے ایمان کے بعد کفار ختار کیا۔ اس کی وجہ تازماڑی ہے کہ ان پر خدا، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس طرح جو شخص جس کو قبول کرنے کے بعد اس کا انکار کر دے اس پر لعنت کرتا ہم سب کا فرض ہے۔ تاکہ ہم بھی خدا، فرشتوں اور لوگوں کے ساتھ لعنت کرنے والوں میں شامل ہو سکیں۔

۱۱۔ ظلم: وہ لوگ جو اپنے باطل عقائد خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں قرآن نے ان کو ظالم قرار دیتے ہوئے سورة هود کی ۱۸ویں آیت میں فرمایا: "إِنَّ لِعْنَةَ اللَّهِ عَلَى النَّاطِلِينَ الَّذِينَ لَيَصِدُونَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ وَيَبْغُونَهَا عَوْيَا وَهُمْ بِالْآخِرَةِ هُمْ كَافِرُونَ" عنور سے سنو۔ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کو خدا کے راستے سے روکتے ہیں اور خدا کے دین میں کجھی اور اخلاقی پسند کرتے ہیں اور یہ لوگ آخرت کا انکار کرتے ہیں اس بنا پر جو شخص دین الہی اور سخا میں کوچھیلے سے روکے اور اس کی راہ میں اڑتے آئے۔ یا من مانی تاویل کر کے دین کے حقائق و تعلیمات میں تحریک کر کے وہ ظالم ہے اور خدا کی لعنت کا سختی ہے۔

۱۲۔ عَمَدَ شَكْنَى: سورہ رعد کی ۲۵ویں آیت میں ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ يَنْقُضُونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيَثَاقِهِ وَيَنْقُضُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ إِنَّهُ يَوْصِلُ وَلِيَسْدُوفُ فِي الْأَرْضِ أَوْلَادَكَ لَهُمُ الْلِعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الْدِارَ" جو خدا سے عہد و بیان کے بعد اس کو نزدیکیتے ہیں اور جس کو مانے کا حکم خلدتے دیا ہے وہ اس کو جلا کر دیتے ہیں۔ اور زین میں فساد پھیلاتے ہیں ان لوگوں پر لعنت و پھنکار ہے اور ان کا

عذر رہی ہے۔ اور یہ بھی از منکر پہلا اور معمولی درجہ سے جو تمام مسلمانوں کے لئے واجب کنافاً ہے کوئی اس سے بری الذمہ نہیں ہے۔

**ج** — تیسرے سوال کے ذیل میں آپ ملاحظہ کر کرے یہ، کہ قرآن نے لعنت کے ۳ اسباب بیان کیے گئے ہیں۔ ان میں کہیں بھی مسلمان، غیر مسلمان۔ بھائی، غیر بھائی کا فرق نہیں ہے جس طرح کافر، مشرک، مرتد پر لعنت مزبوری ہے۔ اسی طرح منافق (بطاہر مسلمان) ظالم، قاتل، کاذب، پہتمت لکھنے والے، باطل وابی میتے والے، نافرمان، عداو رسول کو اذیت پہنچانے والے۔ پر لعنت لازم و ضروری ہے۔ خواہ مسلمان بھریا غیر مسلمان، صواب ہو یا غیر صواب، تابعی ہو یا غیر تابعی۔

**د**۔ کیا بیغناہی اکرمؐ نے کسی پر لعنت کیا ہے؟  
قرآن کریم کی ان آیتوں کی موجودگی میں جن میں، خدا، لامک، انبیاء اور کسے لعنت کرنے کا تذکرہ ہے اس سوچ کی کوئی کنجماشی بھی نہیں رہ جاتی ہے میں پھر بھی حقیقت کو مزید روشن کرنے کے لئے ذیل کی بائوں کی فرمائی ہے کہ تو یہ مذکول کرنا تائی ہے۔

جو شخص بھی "المعلم المفترس لالغاظ الکبریت النبوی" نامی گرانقدر کتاب جو صحاح ستہ اور حدیث کی تین ایم کتابوں میں موجودہ صدیقوں کی مکمل الفتاویٰ فہرست ہے کامطا العکر کرے۔ "لعن" کے ذیل میں اس کی ورق گردانی کر کے جو تو ایسے متعدد مقامات نظر آئیں گے جہاں حضرت رسول اکرمؐ نے محروم نہ کر کے۔ مسلمان یا غیر مسلمان اپر لعنت کی ہے۔ بعض مواد اس طرح ہیں۔

۱۔ رسول خدا نے شریف شرائی اور پلاتے والے پر لعنت کی ہے۔ سند احمد ابو راؤد،

۲۔ قومِ بوط کا عمل کرنے والوں پر لعنت کی ہے۔

صحیح بن حاری

۳۔ مسود خوار پر لعنت کی ہے۔

۴۔ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو غورنوں کی شکل اختیار کرتے ہیں اور ان غورتوں پر لعنت کی ہے جو مردوں کی شکل اختیار کرتے ہیں۔

صحیح بن حاری سند احمد

۵۔ ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ صحیح ترمذی،

۶۔ ابوسفیان اور اس کے دو فرزند معاویہ اور عتبہ پر لعنت کی

مقتل الحبیب خوارزمی ہے۔

۷۔ ان ظالم بادشاہوں پر لعنت کی ہے جو مومن کو ذلیل کرتے ہیں اور

کافر و فاسق کو فضیلت دیتے ہیں۔

صحیح البخاری

۸۔ حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں پر لعنت کی ہے۔

دریک المذاقب ارجح الطالب

۹۔ ان لوگوں پر لعنت کی ہے جو حرام خدا کو حلال کرتے ہیں اور ان کی سنت میں تحريف کرتے ہیں۔ مجمع بکر طبرانی

۱۰۔ حضرت امام حسن علیہ السلام کے قاتلوں پر لعنت کی ہے مقتل الحسن

۱۱۔ کیا یہ صحیح ہے کہ حضرت رسول نبھاد کی لعنت لوگوں کے حق میں دعی اور صلووات کا درجہ رکھتی ہے۔

۱۲۔

حضرت نے ایک حدیث میں فرمایا، "والشجرة الملعونه بیني العکمو ولده الدا المشور ۲۷/۱۹۱" شجرہ ملعونہ حکمر اور اس کی اولاد ہے۔ اسی پر یہ وہ افراد میں پر خدا نے لعنت کی ہے۔

۱۳۔ مطالب کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ تیرتی دین کی اہم اصل ہے اور توہی کے ہے وزن ہے۔ اس بنا پر دین کی اتنی اہم اصل اور اتنے ستحم کرن کو بھلا دنماز برداشت اشتباہ ہے، صحیح اور واقعی مونہی ہے۔ جس کے بھی محبت و لفڑت، عداوت و عقیدت، ثواب و عقاب و لعنت مختصر یہ کروت جاذب و داعمہ دونوں کا وجود ہے۔ حقیقی مونہ ان لوگوں سے بیقف و لفڑت رکھتا ہے۔ جو لوگ منکر اور کردار میں اختلاف کا شکار ہیں۔ اگر زبان سے اس کا انہصار نہ کر سکے تو کم از کم دل میں ضرور لفڑت و لعنت کے جذبات ہونا چاہیے۔ اگر مومن تمام خراب ہوں، مگر ایکوں بچہ نکلیوں... کو دیکھنے سے باذ جو دل میں لفڑت محکوس نہ کرے۔ عداوت کی جگہ محبت کرے، فراد کی حکم سکوت، جہاد کی جگہ گوش نشیعی اختیار کرے تو وہ اسلام کی حقیقی روح اور پیغمبریں علمات سے بہرو ہے۔

۱۴۔ کیا مستحق لعنت پر لعنت کرنا جائز ہے؟  
مندرجہ ذیل باقی پر غور کرنے سے، اس سوال کا جواب واضح ہو جائے گا۔

**الف** — قرآن اور سنت میں جس بات کی خاص تائید کی گئی ہے حضرت رسول اکرمؐ کی پائیزو سیرت میں جس کے نمونے بر این نظر آتے ہیں وہ ہے سماج میں موجہ ذکری اور عملی انحراف اور برآئیوں کے خلاف جہاد اور مبارزہ۔ قرآن و سنت نے بار بار اس بات کی دعوت دی ہے کہ خوش نزدی خدا کی خاطر باطل کامیک مقابلہ کرو۔ دل سے زیان سے، جان سے، ماں سے، غل سے اس کے خلاف جہاد کرو۔ انحرافات کے سلسلے برگز استیم نہ ہو۔ ابوسعید ذریخ نے حضرت رسول اکرمؐ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ "من را فی منکرا فلیغین" بیہد نان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فقلیمه وذا لاک اضعف الہمماں" (سند احمد جلد ۳/۹۲-۹) جو شخص کسی منکر کو دیکھے اس کو چاہیے کہ "جہاد و مبارزہ" کے ذریعہ اس کو بدلے۔ اور اگر (عملی اقدام پر) قادر نہیں ہے تو زبان سے اس کی مخالفت کرے اور اگر زبانی انہمار کی بھی جرأت نہیں ہے تو کم از کم دل میں اس کی مخالفت کرنے اور یہاں کاماسب سے کم درجہ ہے۔ بلکہ مخالفت یعنی ان لوگوں کے خلاف مل میں لفڑت و عداوت دھمنی لعنت۔ اس بنا پر دین کی حفاظت اور مسلم معاشروں کی نگرانی کے لئے جہاد کو مختلف شکلوں میں واجب کیا ہے۔ جس کا سب سے سُمُری درجہ ولی لفڑت ہے۔

**ب**۔ دشمنان دین سے بے جہاد کا تعلق صرف فارجی دشمنوں سے نہیں ہے۔ فارجی محاذ کے س تو ساتھ داخلی محاذ بھی مزبوری ہے ان مسلمانوں سے بھی جہاد مزبوری ہے جو منحرف ہیں۔ فاسد میں ہیدل میں، بد عقیدہ میں، منکرات میں مشغول ہیں۔ کیونکہ لفڑا، انحراف اور بیدعت سے بیارزہ اور مخالفت کی مختلف صورتیں ہیں۔ سب سے عمومی اور کثر سورت ولی لفڑت ہے اس لئے اگر زبان مسلمان آں باقی میں مبتلا ہے تو اس کے خلاف کم از کم دل میں لفڑت رکھنا

نہیں ہے کہ کافر مشرک، منافق ..... پر لعنت نہ کی جاتے کیونکہ ان افراد کا تذکرہ تیرسرے سوال کے ذیل میں ہو رکھا ہے،) پر لعنت کرتا قرآن اور حدیث کی رو سے ضروری ہے۔ سورہ یقہنی آیت ۱۵۹ اور سورہ آل عمران کی آیت ۷۸، لعنت کو ضروری فرار دیتی ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مومن بلا وجہ بات بات میں دوسرا کو بُرا بھلانہ کہم مگرچہ تکرے۔ لعنت نہ بھیجیے لیکن مومن کی شان یہ ہے کہ بہر کس و تاکس اپرے چھٹے، مسلم غیر مسلم ..... کوبات بات میں بُرا بھلانہ نہیں کہتا ہے۔ معنوی بالتوں کو بھاندنا کر لعنت نہیں کرتا ہے۔ یہکہ مومن باوقار بھے سنبھیہ ہے محبت و اخوت کے جگہ نرمی اور رافت ہے پیش آتا ہے۔ غصہ کی جگہ غصہ کرتا ہے۔ لعنت کے مقام پر لعنت عصیجناتا ہے۔ اگر کوئی لعنت کا مستحق نہیں ہے تو اپس میں کتابی اختلاف کیوں نہ ہو وہ ایک دوسرے پر لعنت نہیں کرتا ہے۔ اس بناء پر مندرجہ بالا حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ تعارض کا خال سلطی فکر کی دلیل ہے۔

### ۸۔ کیا اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں پر لعنت بھی جاسکتی ہے؟

وہ شخص جو اپنا دین قرآن اور حدیث سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اپنے ذاتی نظریات پر وین کارنگ چڑھانا نہیں چاہتا ہے۔ اس کے لئے اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے۔ جاہب ابن عباس اور انس بن مالک نے یہ روایت نقل کی ہے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اپنے منبر پر بیان کیا ہے لگایا۔ پیشانی کر جو ما اور وہ تو ہوئے بلند او از میں حضرت علی کا تعارف کرایا اس کے بعد فرمایا: "فضل میقاضیہ لعنة اللہ و لعنة الاواعنین، اللہ منه بربی و انا منه بربی فتن احبابی ویتبراء من اللہ ومنی فلیتبراءون علی بن ابی طالب فلیتیبع الشاهد الغائب" (رازیح المطالب ۲۹/۱۷) لیں علی کے دشمنوں پر خدا کی لعنت اور لعنت کرنے والوں کی لعنت۔ اس شخص سے خدا اور میں بیزار ہوں۔ لیں جو شخص خدا سے اور مجھ سے بیزاری اختیار کرنا چاہتا ہے وہ علی سے بیزاری اختیار کرے اور ہاں جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ یہ بات درستون تک پہنچا دیں۔

جاہب ابوذر فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز اور سجدہ شکر کے بعد فرمایا: "جو آدم کو دیکھنا چاہتا ہے وہ اس شخص کو دیکھے جو آرہا ہے ہاں اس کے دشمنوں پر فدا کی لعنت ہو۔ لوگوں سے جب نکاہ اٹھا کر دیکھا تو حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام تشریف لارہے تھے" —

دریجہ المناقش روا

یہی حقیقت دوسری روایت میں کوئی کہی جائے کیونکہ جیزت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "خیر ہذه الامة من بعدی على رفاظته، والحسن والحسين من قال عنهم هذا فعليه لعنة الله" (مناقب کاششی ۲۹۵/۲۹۵) میرے بعد اس است

اس بے بنیاد بات کا سچشہ وہ حدیث جو بخاری اور مسلم نے "من لعنه النبي ولیس هو اصل" (ذی الرحمۃ الحسین پر بیغیرہ کی لعنت) کے باب میں ذکر کی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس طرح کی حدیث بالکل بے بنیاد ہے۔ اس لئے کہ —

اہ خداوند عالم نے پیغمبر اکرم کو معصوم قرار دیا ہے۔ بلا وجد کسی پر لعنت کرنا ہے ہو وہ بات ہے۔ اس طرح کی بائیں شرف اور پرہیزگار لوگوں کی نیا سے صادر نہیں ہوتی ہیں چہ چاہیکہ پیغمبر جو ساری کائنات میں سب سے افضل و برتر ہے اور قرآن جس کی عصمت پر گواہ ہے۔

۲۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں پیغمبر اکرم کی زبان مبارک کی خصانت لی ہے۔ "ما یس طق عن الھوی ان هولاؤھی یوھی" وہ اپنی خواہش سے کوئی کلام ہی نہیں کرتے وہ تو اپس وہی کہتے ہیں جو ان پر وہی کی جاتی ہے۔ اگریز سختی پر بیخی کر کم لعنت کریں تو گریا اپنی خواہش سے کلام کرو ہے ہیں۔ اور یہ قرآن کے صریح خلاف ہے۔

۳۔ خداوند عالم نے قرآن میں پیغمبر اکرم کو اس صفت سے یاد کیا ہے۔ "بالمؤمنین رقت و حرم" (توبہ ۲/۷) وہ مومنین کے نہایت نرم دل اور سہرینا ہیں۔ جبکہ غیر مسحت پر لعنت کرنا زرم دل کے خلاف ہے۔ ہم اگر ان بے بنیاد محرشوں کو اسلام کر لیا جائے تو بات ہمارت دوچھوٹھے خیز ہو جائے گی اور گفتگو ایمان سے کفر کی صورت اپنی بھروسے کی۔ جیسا کہ اپنے بیان کیا گیا کہ حضرت رسول خدا نے شراب خوار، سود خور، پر لعنت کی ہے۔ اور بخاری کے مطابق لعنت رسول دعا و رحمت کا درجہ رکھتی ہے تو رسول خدا ان لوگوں پر لعنت نہیں کر رہے ہیں بلکہ ان کے حق میں دعا کر رہے ہیں۔

اس بنیاد پر اس طرح کی حدیثیں قرآنی آیات اور نبی روایات کے صریح خلاف ہیں جس کے بعد ان کے بے بنیاد ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہتا ہے وہ اپنے حرم سائل کی گھرائی شک جاتے کے عادی ہیں اور حقیقت خدا س نظر کھتے ہیں

کہ اس طرح کی بے بنیاد حدیثیں صرف اس لئے گردھی گئی ہیں تاکہ ایوسفیان اور دیگر بی ایت کو رسول خدا کی لعنت سے بچا جائے۔ لیکن افسوس اسی اقسام سے بی ایمہ و محفوظ نہ ہو سکے۔ الیت رسول کریم مک میں منزلت مزور کر دی گئی جس کو ایک عیزت منزہ مسلمان برداشت نہیں کر سکتا۔ عجب نہیں یہ بھی اذیت رسول کی ایک صورت ہے۔! بہر حال رسول خدا نے جن لوگوں پر لعنت کی ہے اس کا مطلب رحمت الہ سے دوری اور عذاب الہ کا مطلب ہے۔ دعا و رحمت ہرگز نہیں ہے۔

۴۔ کیا لعنت کرنا ان احادیث کی منی لعنت نہیں ہے جن میں موم کو لعنت نہ کرنے والا بنیا یا گیا ہے۔ ۶! :

اس طرح کی حدیثوں میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ متفقین لعنت پر لعنت کا ضروری ہونا اور مومن کا بہت زیادہ لعنت نہ کرنا۔ ان میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ تعارض کا خال سلطی فکر کا تیجہ ہے۔ اگر الہ کر حدیث کا مطلب ہرگز یہ

الوقفات کا تذکرہ کیا ہے۔  
مشہور تابعی سید بن مسیب بھتے ہیں۔ میں کوئی نماز نہیں پڑھتا لگر یہ کہ  
اس میں بنی مروان پر لعنت کرنا ہوں (نسبات الشرف ۲/۵۵)  
ایک شخص نے مشہور تابعی ”ابراهیم بن حنفی“ سے دریافت کی۔ ”کیا حجج  
اور دوسرا نے طالبون پر لعنت کی جا سکتی ہے؟“ جواب دیا۔ ”الیس اللہ  
بِقُوَّلِ الْأَلْفَقَةِ اللَّهُ عَلَى الظَّالِمِينَ“ کیا خدا یہ نہیں فرمانا۔ طالبون پر خدا  
کی لعنت ہے۔

(ذہنیب التہذیب ابن تحریر ۲/۲۱۳)

خلیفہ ثانی حضرت عمر نے خالد بن ولید پر اس وقت لعنت کی جب اس  
نے ”مالک بن نوریہ“ کو قتل کیا۔ اور حضرت ابو بکر سے قصاص کا مطالبہ  
کیا۔ (شهر الحجۃ البلاعۃ ابن الحمدید)

سقیفہ بنی ساعدہ میں انصار کے سردار سعد بن عبادہ سے خلافت کی  
رسکشی ہو رہی تھی اس وقت حضرت ابو بکر اور عمر دلوں نے سعد پر لعنت کی  
اور حب زمام اقتدار باتھوں میں آگئی تو سعد بن عبادہ کو مدینہ منورہ سے  
شام شہر پر رکر دیا۔ (الکامل فی انتاریخ الداما و الساستہ)

ایک مرتبہ ام المؤمنین حضرت عائشہ نے حضرت رسول خدا کا پیر (آن ماں کے  
باہر کالا) اور فرمایا۔ اے لوگو! ابھی رسول خدا کا پیر ہیں مبارک خشک ہی نہیں  
ہوا ہے اور عثمان نے سنت رسول کو تباہ کر دیا ہے اس کے بعد کہا۔ اے!  
اقتنو نعشلا۔ قتل اللہ نملہ۔ اس یہودی کو قتل کر دو۔ ارے خدا اس  
یہودی کو قتل کرے۔ (الصوعن الحمرۃ)

جب مروان بن حکم معاویہ کی طرف سے مدینہ کا گورنر تھا۔ ام المؤمنین  
عالیٰ نہ مروان سے کہا۔ افت  
تم وہ ہو جس پر فدا (رسول خدا) نے لعنت  
کی ہے۔

(مسند رک ۲/۷۸۔ الکامل ۳/۳۵۲)

اس سے بہ وفتح ہوتا ہے کہ صدر اسلام میں لعنت کا وجہ تھا اور صحابہ  
کرام ایک دوسرے پر لعنت کرنے تھے اس سے یہ بیرونی ہے کہ قرآن و  
حدیث نے جن لوگوں کو مور دعست قرار دیا ہے اسیں صحابی اور غیر صحابی کافر  
نہیں ہے۔

۱۰۔ کیا مستحق لعنت پر لعنت کرنا جائز ہے؟  
مندرجہ ذیل باتوں کو پیش نظر کھتے ہوئے اس سوال کا جواب نہیں  
آسان ہے۔

۱۔ جیسا کہ سوال کے ذیل میں گذر چکا ہے کہ قرآن اور حدیث میں جن  
افراد پر لعنت کی گئی ہے اور جن افراد سے براثت کا اٹھا کیا گیا ہے۔ وہاں  
ان لوگوں کے ”عمل“ کو پیش نظر کھا ہے ان کی ذات کو نہیں۔ اور اس سلسلے  
میں صحابی و غیر صحابی، نابی و غیر نابی۔۔۔ کا کوئی ذریعہ نہیں۔ جہاں بھی لعنت  
کا کوئی مستحق ہو اس پر لعنت کرنا چاہیے جن آبتوں میں منافقین پر لعنت کی  
گئی ہے وہاں اس صحابی کے نقاب کو مدنظر کھا گیا ہے۔ وہ آئیں جن میں پاک

میں سب سے برتر و افضل علی۔ فاطر جسیں اور حسین ہیں جو اس کے علاوہ کہے  
دکی عنقر کو ترجیح دے، اس پر خدا کی لعنت۔ یہ وہ حقیقت ہے جس کو نیاب  
آدم علیہ السلام نے سoton عرش پر دیکھا تھا اور یہی وہ حقیقت جو جنت کے  
دروازے پر تجویز ہے۔ (انشاللہ خدا کی تھیں گے) جناب ابن عباس نے حضرت  
رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کی ہے کہ ”آخرت نے فرمایا: میں  
معراج کے سفر میں حضرت کے دروازے پر دیکھا تھا۔ لا الہ الا اللہ محمد  
رسول اللہ علی حبیب اللہ الحسن والحسین صفوۃ اللہ  
خاطمہ امسة اللہ علی میغصیہم لعنة المثلثہ۔ رسان  
البریان این ججرہ“ مطبوعہ حیدر آباد) خدا کے علاوہ کوئی اور موجود نہیں۔ مگر خدا  
کے رسول ہیں۔ علی خدا کے حبیب ہیں۔ حسن و حسین خدا کے مستحق کرده ہیں۔  
فاطر خدا کی کنیت ہیں۔ اور ان کے دشمنوں پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ بات اس وقت  
اور زیادہ روشن ہو جاتی ہے جب ہم یہ رکھتے ہیں کہ روایتوں میں حضرت علی  
علی علیہ السلام کے دشمنوں کو کافر و منافق قرار دیا گیا ہے۔ جناب جابر بہ  
عبداللہ الحضاری فرماتے تھے ہم مخالفوں کو حضرت علی علی نبی سے بھیجا شئے  
نہیں۔ (۹) اور یہ بات گذر جکی ہے کہ قرآن میں نفاق  
پر لعنت کی گئی ہے۔ اس بنا پر دشمنان اہل بیت علیہم السلام خدا و رسول  
نے نظر میں لاائق لعنت ہیں اور ان پر لعنت لسندہ اور جائز ہے۔

۹۔ کیا صحابہ اور تابعین گے دریان لعنت کا رواج مکھا؟  
جب یہ بات واضح ہو گئی کہ قرآن اور حدیث میں لعنت کی گئی ہے تو اب  
اس سوال کی کوئی بحث نہیں ہے بلکہ بات کی مزید وضاحت یکلے عرض کرتے  
ہیں۔

قرآن کی بیرونی کرنے ہوئے صدر اسلام ہی سے مسلمانوں کے دریان ابتد  
رائج تھی۔ چوتھے سوال کے ذیل میں یہ بات گذر چکی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ والہ  
لہ نے ابوسفیان اور اس کے فرزندوں پر لعنت کی ہے۔ طبری کے مطابق حضرت علی  
علیہ السلام نماز صحیح کے قوت میں۔۔۔ عمرو عاص، ابو الأغراء علی، حبیب بن سلمہ،  
عبد الرحمن بن قوافلہ، حنفیا، بن قیس اور ولید پر لعنت کرتے تھے۔ (تابیع طبری  
۴/۲۶۰) مشہور ”لکھا“ نصر بن مژاہم نے اس طرح لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام  
نماز صحیح اور نماز مفریکے قوت میں ان لوگوں پر لعنت فرماتے تھے۔ (اصفیین  
نصر بن مژاہم ۴/۲۵۵) مطبوعہ مصر ۱۲۵ ابن حزم کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نماز  
نیچ گاہ میں ان لوگوں پر لعنت کرتے تھے۔ (المحلی ابن حزم ۱۲۵/۲، ابن الی  
الحدید نے ابو علی اشوفی کے نام کا اضافہ کی۔ (شرح فتح البیان ۲/۲۵۵)  
جس وقت جناب عالیہ نے اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کے بائی میں  
سن کر انہیں معاویہ نے تقلی کر دیا۔ تو روئے تگیں اور نماز کے بعد سلسلہ  
اور عرو و عاص پر لعنت کرتی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۲/۳۱۳۔ الکامل ۳/۱۵۵)  
عیاسی خلیفہ الحضد بالہند نے ۲۸۷ میں یہ آردینش بخاری کی کہ نبی امہ  
کے مظالم کا تذکرہ کیا جائے۔ ان پر لعنت کی جائے اور برکات کی جائے۔  
مشہور سوراخ طبری نے اپنی تاریخ فی الاویں جلد صفحات ۳۵۵۔ ۳۶۰ پر

بنالیا گیا تھا سخانہ کعبہ اور مسجد نبوی پر تھپر بر سائے تھے اور اگل نگادی تھی یہ تمام باتیں ایک طرف تو اسر رسول حضرت امام حسین علیہ السلام اور اصحاب اعزہ کا قتل، اہل حرم کی اسیری ..... ایک طرف — اگر کوئی ان نظام سے ذرہ برابر واقفیت رکھتا ہو اور اس کے دل میں ایمان اور اس کے قلب میں خدا رسول کی ذرہ برابر محبت ہو تو اس کے نزدیک تریزید کے کفر و فتن اور اس کے مستحق لعنۃ ہونے میں کوئی شک نہیں ہے۔ تینک انفسوس صد افسوس بعض ایسے علم اور گدر سے ہیں جیسے پانچوں صدی بڑی مزید صوفی ابو حامد غزالی (و۔ ۷۵۱) پاہنچی محدث شیخ عبدالغوث حربی (و۔ ۵۸۳) اور ان کے بعض پیر و کار بزریزید پر لعنت کرنے میں ہمچکیا تھے ہیں۔ ذیل میں اس کا حائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ ابو عبیدہ جراح نے حضرت رسول اکرمؐ سے یہ وایت نقل کی ہے۔

لایزال اہرامتی فائکے مابالقسطھنی پکوئں اول نلمہ رحل من  
امبیہ پقال لہ یزید" اس امت کے اموراً سوقت تک عدل والفات  
پر فائم رہیں گے یہاں نک کہ بنی امیر کا ایک شخص آئیں شکاف دال دے اور  
اس شخص کا نام یزید ہے۔ (تاریخ الخلفاء ص ۲۲۱)

ابوروا حضرت رسول خدا سے یہ روایت تقلیل کرتے ہیں "اول ملن  
یبدل سنتی رحل من بنی امیہ یقال له یزید" سے پہلے  
جو میری سنت تبدیل کرے گا وہ بنی امیہ کا ایک فرد ہو گا جس کو نیزید بنی  
جاے گا۔ (الصواعق المحرقة ابن حجر ۲۲۱)

چودین میں شکاف ایجاد کرے۔ سنت رسول تبدیل کرے کیا وہ  
لغت کا مستحکم نہیں ہے۔

۲- حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ اکرہ کی روایت چار صحابہ نے نقل کی ہے ”من اخاف اهل المدینہ اخافہ اللہ عز و جل و علیہ لعنة اللہ والملائکہ والناس اجمعیان“

(مسند ۲/۵۵-۵۶، مجمع کبیر طبرانی ۱۴۹-۱۵۰) خدا اس کوڑا لایگا اور اس پر خدا، ملا مکہ اور تمام جو اہل مدینہ کو فرائے خدا اس کوڑا لایگا اور اس پر خدا، ملا مکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اگر ڈرانے والوں کا انجام ہے تو اس کا انجام معلوم ہے جو تم مدینہ والوں کو قتل کرے اور مسجد نبوی کو تباہ کرے۔ اس حدیث میں رسول ﷺ نے فرمایا ہے خدا، ملا مکہ اور تمام لوگوں "کی اس پر لعنت ہے۔ اس بنا پر جو مدینہ والوں کو درانے اور قتل عام کرنے والوں کو مستحق لعنت نہ سمجھے وہ اہل ایمان تو درکنار "عام انسانوں" میں بھی شامل نہیں ہے۔

۳۔ حضرت رسول خدا کے مقبرہ صاحبی جناب ابن عباس فرماتے ہیں  
 جب آنحضرتؐ اپنے سفر سے واپس آئے ہے تھے ایک لینے خطا رشاد بن  
 "الا وان جبریل قد اخبرنی بان امتو مقتل ولدی الحسین  
 پارض کرب و بکرا لامی فلعنة الله على قاتله و  
 خاذله آخر الدهر" جبریل نے مجھے خبر دی ہے کہ میری امت  
 میرے فرزندین کو قتل کرے گی۔ ہاں اس کے قاتل اور اس کو ذمیل کرنے  
 والے پر خدا کی لعنت ہو۔ (متاپ خوارزمی ۱/۱۴۲)

دعا من عورتیوں پر تھمت لگانے والوں، فتاویوں، حضرت رسول خدا کو اذیت دینے والوں پر نعمت کی گئی ہے۔ کیا یہ افراد اس زمانے کے مسلمانوں میں نہماں نہیں کئے جاتے تھے؟ کیا اسلامی نقطہ نظر سے فیقر و عنی، عالم دیبا، حاکم حکوم ..... سب قوانین کے سامنے بیسان نہیں ہیں۔؟ جب حضرت رسول خدا کو احکام اسلامی نافذ فرماتے تھے۔ حدیjar کی فرمانتے یا اقصاص لیتے تھے اس میں کسی استثنائے کے قائل تھے؟ کیا صحابی یکلئے کوئی تحفیظ تھی؟ بلکہ اس پر بخدا کے بر عکس ہے۔ وہ شخص خس کو حضرت رسول خدا کی صحابت کا شرف حاصل ہے۔ اور جس کو حضرت کے روزے انور کی نیارت کا حضرت ہے عظمت حاصل ہے۔ اس سے قانون کی پابندی کا مامطابق بخدا زادہ ہوئے اور احکام کی گرفت ان پر بچھے زیادہ آئی سخت ہے جیسا کہ قرآن تکمیل نے اذیج پیغمبر کو محبوب کرتے ہوئے فرمایا ہے۔ اے ازواج رسول۔ اگر تم نے

کوئی غلط کام انجام دیا تو تمہاری سترادو کمی ہے۔" (احزاب ۳: ۱۰۷)  
 ۲۔ جیسا کہ ہم بیان کرچکے ہیں کہ حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم  
 نے بعض الصحابہ کا نام لے کر لعنت کی ہے۔ مثلاً ابو سفیان اور ان کے  
 دو فرزند کا نام لے کر لعنت بھی، اور بعض مواقع پر صفت بیان فرمائی لعنت  
 بھی ہے۔ جیسے حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں پر لعنت بھی ہے۔  
 شرایی پر لعنت بھی ہے..... جب رحمۃ للعلیین صلی اللہ علیہ والآل و سلم  
 مسحیین لعنت رنگت بھیجس تو ہماری ذمہ داری واضح ہے۔

۳۔ یہ بھی بیان کر چکے ہیں کہ اصحاب اور تابعین ایک دوسرے پر لغت  
بھیجا کتے تھے۔ صرف لغت، ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے سے جگہ بھی  
کرتے تھے۔ حسیں کرام المؤمنین حضرت عالیٰ شریف نے عثمان پر لغت کی خلیفہ قدم  
حضرت عمر نے خالد بن ولید پر لغت کی۔ اب ایسیم بخشنی نے جماعت پر لغت کو جاہز  
قرار دیا۔ مقصود بھائی نے بھی امیر پر لغت کرنے کا سکاراً منشور صادر کیا۔  
سعید بن میشیب بنی هودان پر پڑا پر لغت کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام  
معاویہ اور اس کے سرداروں پر لغت فرماتے تھے۔ اور ان ابی الحجاج مختصر کی  
کے لفظ "حضرت علی علیہ السلام قول و فعل کی صداقت اور لازم الاتباع ہوتے  
ہیں حضرت رسول خدا کی طرح ہیں اگر بیرات ہمارے لئے ثابت ہو جائے کہ  
حضرت علی علیہ السلام کچھ لوگوں سے اخبار برآت کرتے تھے۔ تو تم بھی ان لوگوں  
سے رأت کریں گے خواہ وہ کوئی ہوں!" اس کے بعد لکھتے ہیں "میزبان شعبہ،  
عروض اور معاویہ پر حضرت علی علیہ السلام کی لغت ہمارے تزدیک متواتر  
روایتوں میں شامل ہے"۔

(شرح بیان البلاعہ ۲۷۴۸) ان تمام پالوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ مذکور جواب بالاسوال کا جواب مہابت واضح ہے۔ اور یہ بات واضح ہے کہ اسلامی قوانین ہر ایک یعنی یکساں ہیں۔ اس میں کوئی تفریق نہیں ہے۔

۱۱۔ کیا یہ پر لعنت کرنے جائز ہے؟  
جو بھی یہ بین معاویہ کے نظام سے وافق ہے۔ واقعہ حرمہ کی خبر ہے۔ حرمہ مدتِ والوں کا قتل عام کیا گی تھا۔ حوزہ ندہ بیان گئے ان کو غلام

ایک دوسری روایت میں یہ بات اس طرح بیان کر گئی ہے۔ ” یا  
محمدان امتنک یقتل ابنک حسینا و قاتلہ لعین هندہ  
الامۃ ولقد لعن النبی قاتل الحسین مراراً اے محمد آپ کی  
امتن آپ کے فرزند حسین کو قتل کرے گی۔ اور اس کا قاتل اس است کا  
لعن شدہ ہے۔ اور آنحضرت ہام حسین کے قاتل پر برابر لعنت  
کرتے تھے۔

### (مقتل حسین خوارزی ۱۸۷۲)

جناب جبریل امام حسین علیہ اسلام کی قبر کی دستی اپنے ساتھ لائے اور  
رسول خدا کو دی۔ آنحضرت نے یہ مٹی ام المومنین ام سلمہ کو دی۔ جناب  
ام سلمہ اس خاک کی برابر حفاظت فرمائی تھیں۔ ان کا بیان ہے جس دن امام  
حسین علیہ اسلام قتل کئے تھے انہوں نے خواب میں دیکھا کہ یہ خاک سرخ رنگ  
میں تبدیل ہو گئی ہے اور کوئی بیا شعار پڑھ رہا ہے۔

اَنَّهَا الْقَاتِلُونَ جَهَنَّمُ حَسِينٌ اَبْشِرُوا بِالْعَذَابِ وَلَا تَكْنِلُ

قُدْغَتَمْ عَلَى اَسَانِ اَبْنَادَ وَ مُوسَى وَ صَاحِبُ الْجَمِيلِ  
اَسَے لَوْگُوں ہنبوں نے حسین کو جہالت میں قتل کر دیا۔ ان کیلئے خدا کا عذاب  
اور بیکار ہے۔ تم لوگوں پر تو فرنڈ اور جناب موعی اور عیسیٰ نے  
لعنت کی ہے (مقتل حسین ۱۸۷۲ مطبوعہ مطیقہ الزہر)۔

جب حضرت رسول خدا نے قاتل حسین پر برابر لعنت کی ہے اور ابتدی  
لعنت کی دعا کی ہے۔ جناب سیدمان، جناب مولیٰ اور جناب علیؑ نے لعنت  
کی ہے اب اس کے بعد قاتل حسین پر لعنت کرنے میں بھکاری امت سمجھ میں ہیں  
اُنیں۔۔۔ نبیو نکہ قرآن کریم نے برابر حضرت رسول خدا کی تکلیف پروردی کا مسلسل  
حکم دیا ہے۔ مسلمان کیلئے حضرت رسول خدا کے علاوہ کس کا غلط منوتہ عمل ہے؟

### ۱۲۔ لعنت یا استغفار؟

جو شخص لعن کا مستحق ہے اس کیلئے استغفار کرنا ایسا ہے جس طرح کوئی قربت  
خدا کیلئے صحیح کی نہاد دو رکعت کے بجائے تین رکعت بجا لائے۔ اگر کوئی اس طرح  
نہزاد اکرے تو وہ اطاعت کے بجائے اگر کا اکار کتاب کرے گا۔ کوئی کعبات میں  
ہم کوں دیں ایجاد میراث ہے جس کا خلاف عالم نے ہیں حکم دیا ہے۔ اگر کوئی خدا کے  
احکام تسلیم نہ کرے تو وہ دین خدا سے خارج ہے۔ اسی طرح جس کو قرآن و لعنت  
نے تحقیق لعنت فرار دیا ہوا اس کیلئے استغفار کرنا ہے۔ اور ارض کے مقابلہ میں  
اجتہاد کرنا ہے۔ اور نص کے مقابلہ میں حکم رکھنا بعثت ہے۔ ”کسی مومن مروار  
مومن عوت کو بخی نہیں ہے کہ وہ خدا اور رسول کے حکم کے سامنے کوئی اختیار لختے  
ہوں۔“ (سورہ احزاب)

اہل سنت کے بزرگ مزہر محدث امام احمد بن حنبل کے بقول یہ یہ اپنے نظام  
جو اسکی بنابر قرآن کریم کی اس آیت کا مصدقہ ہے، فهل حسیتم ان توفیقم  
ان نقسد و افی الا رض و نقطعوا و حامکم او لیتک الذین  
لعنهم اللہ فاصمهم واعمی البارهم“ (سورہ محمد ۲۷)  
کی لئے ان لوگوں کو دوست رکھو گے جو زمین میں فساد پھیلاتے ہیں اور قطع رحم  
کرتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی ہے اور ان تو ہمرا اور انہا

بنادیا ہے۔ اب رحمت سن سکتے ہیں اور رحم دیکھ سکتے ہیں جس برعضا و  
رسول نے لعنت کی ہو۔ اس کو پاکیزہ قرار دیا، یا اس کے استحقاق لعنت میں  
شک کرنا۔ یا پھر لعنت کے بجائے اس کیلئے استغفار کرنا۔ پر روح اسلام  
کے خلاف ہے تسمی مسلمان کو بخی نہیں ہے کہ وہ ملعون خدا اور رسول تو مغفور  
قرار دے غفل اس کو تسلیم نہیں کرتے شریعت اس کا انکار کرتے ہے۔

یہ عجیب منطق ہے کہ یہ زید بن معاویہ پر لعنت کرنے کیلئے احتیاط کا مشورہ  
دیتے ہیں لیکن خدا اور رسول کی مخالفت سے پرستی کرنے کی کوشش نہیں کرتے  
ملعون خدا اور رسول کو مغفور قرار دیتا اطاعت رسول ہے یا نافرماں رسول؟!

**۱۳۔ احتیاط پر اصرار کیوں؟**  
یہ دین کی تسلیم شدہ حقیقت سے اگر کوئی نیک کام کو راجح دے تو اس کو  
ان تمام افراد کا خواب ملے گا جو اس نیک کام کو خام دیں گے اور خود اس کے اجر  
خواب میں کوئی کمی نہیں ہو گی۔ اس طرح اگر کوئی برا کام راجح کرے تو اس کو  
اپنے برے کام کا عذاب ملے ہی گا اور ان لوگوں کا بھی عذاب اس کو ملے گا۔  
جو اس پر عمل کرے گا۔ یہ بات متعدد روایتوں میں بیان کی گئی ہے جس کو شیخ  
اور سنت دو نوں علماء نے ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ  
انسان اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کے بھی اعمال کا ذمہ دار ہے جو  
اس کے راجح گردہ اعمال کو اپنائیں۔ لیکن انسان اپنے اعمال کے ساتھ ساتھ  
ان کے نتائج کا بھی ذمہ دار ہے۔

یہ زید اس شخص کا نام ہے جو بڑے اعمال، شہوت رانی، شراب نوشی، فحشا یا  
بند بازی،۔۔۔ اور دوسرے ناپسندیدہ اور ناجائز اعمال کا مجموعہ ہے کچھ  
لوگوں نے اپنے مقاصد کی تکمیل کیلئے غلط پر ویکیٹہ کی بناء پر لوگوں کو ڈرا  
دھا کر، لالج دلا کر زیندگی کو حاکم بنادیا۔ اور اس کو مسلمانوں کا حکمران بنادیا۔  
مندرجہ بالا سلم حقيقة کی بناء پر زیر یہ کے اعمال و حرام و مظالم۔۔۔ کیلئے  
وہ لوگ بھی فضدار ہیں جنہوں نے اسکی حکومت کیتے رہا ہو تو کسی اور زیندگی کو  
ذبہت مسلمانوں کا حاکم نہیا تھا۔ اگر اس حقیقت پر زبردست نظر سے غور کریا  
جائے تو یہ سلسلہ کافی دوڑک جانا ہے۔

علماء اہل سنت یہ یہ کے مستحق لعنت ہونے کے بارے میں کوئی نہ کہیں  
کرتے ہیں بلکہ بعض علماء نے تو اس موضوع پر مستقبل کتاب میں تحریر فرمائی ہیں  
اہل سنت کے بزرگ مرتبہ عالم سعد الدین تفتازان اپنی تہاہیت تھیوں  
کہ ”شرح المقادیم“ میں لکھتے ہیں ”علماء اہل سنت میں اپنے علماء بھی ہیں  
جو زیندگی کو مستحق لعنت سمجھتے ہوئے بھی اس پر لعنت کرنے کو جائز نہیں جانتے  
ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ زیندگی پر لعنت کو اس لئے جائز قرار نہیں دیتے  
ہیں کہیں یہ سلم لعنت یہ یہ سے بڑھ کر درودروں تک نہ ہو تو کچھ جائے۔ وہ  
زیندگی کا مستحق لعنت ہوتا اور اس پر لعنت کا جائز ہوتا ہر ایک کے نزدیک مسلم  
ہے۔ اسی اندیشہ کی بناء پر علماء رجوا لعن میں توقف کرتے ہیں۔

پانچیں صدی کے بزرگ مرتبہ صوفی اور معتبر سی عالم امام محمد غزالی اس  
دورانیشی اور تسلیم لعنت کے خوف سے لکھتے ہیں جیسا کہ این جغریبان  
نے نقل کیا۔ ”واعظ بکلے حرام ہے کہ وہ امام حسین کی داستان شہادت بیان

کے جا چلی ہے کہ حضرت رسول خدا نے امت مسلم کے متعدد افراد پر لعنت کی ہے اس بنا پر کیا انبیاء اور ملاکر کی رہست نہیں سے کہ محققوں لعنت پر لعنت کیں کسی مسلمان میں یہ حرثات ہے جس پر خدا و رسول نے لعنت کی ہواں پر لعنت دکرے؟ کب قرآن کریم کا یہ فرمان نہیں ہے "لقد کان لكم فی رسول اللہ اسوة حسنة" (احزاب) رسول خدا کی جیانت طبیعت سارے مسلمانوں کیلئے بہترین مذہب عمل ہے۔ اس لئے رسول خدا کی پیروی پر ہے کہ تم مجھی متحققوں لعنت پر لعنت کریں۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے "اوْلَئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ الْمُلْعُنُونَ" (۱۰۹) ان لوگوں پر خدا اور لعنت کر تھا انہوں نے لعنت کی ہے۔ اس طرح سورہ آل عمران (۸) میں ارشاد ہوتا ہے "اوْلَئِكَ جَزَاهُمُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ لِعْنَتُهُ اللَّهُ وَالْمَلَوْكَةُ وَالْمَنَاسُ الْجَمِيعُونَ" ان کے اعمال سزا یہ ہے کہ ان پر خدا، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ وہ لوگ حرف قرآن کریم کے اسلوب واقع ہیں کہ قرآن کے حکم دینے کا انداز کیا ہے۔ کبھی حکم خبر کے انداز میں بیان کیا جاتا ہے خدا کی سنت بیان کر کے لوگوں کو نیبادہ دعوت عمل دی جاتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے "وَالْمَطْلَقَاتِ يَتَزَبَّصُنَ يَا نَفْسَهُنَ ثَلَاثَةُ قَرُونٍ" (بقرۃ ۲۲۷) مطلق شدہ عورتوں کو تین راہ کی انتظار کرایا گا۔ تین راہ کی کے بعد وسری شادی کر سکتی ہیں، اس آریچہ اکثر حکم عده فعل مضارع کی صورت میں بیان ہوا ہے اور فعل امری استعمال نہیں کیا گی ہے لیکن دلات کے لحاظ فعل امر کی طرح ہے۔ قرآن کریم میں اس طرح کی متعدد مثالیں ہیں۔ اس بنا پر روح بالا آئیوں میں اکچھے لعنت کو فعل مضارع کی صورت میں بیان کیا گئی ہے لیکن دراصل لعنت کا حکم دیا گیا ہے۔

### ۱۵۔ لعنت کی فضیلت

اگر کوئی مستحق لعنت پر لعنت کرے تو اس نے کئی نیک کام انجام دئے ہیں۔ ایک دشمنان دین پر لعنت کر کے دین خدا کی مدد کی ہے۔ کیونکہ یہ بات بیان کر جکے ہیں کہ لعنت کرنا نظرت و مدد کا پہلا درجہ ہے۔

دو۔ دشمنان دین پر لعنت کر کے اس کا ایمان کامل ہوا ہے۔ کیونکہ ایمان کا لازم ہب و غصہ اور تقویٰ و تبریزی ہے خدا و رسول کی محبت ایمان کی لازمی تشرط ہے اور اس کا لازمہ ان کے دشمنوں سے نفرت ہے۔ اس بنا پر جس کے دل میں خدا و رسول کے دشمنوں سے نفرت و عداوت نہیں ہے اس کو خدا رسول سے واقعی محبت نہیں ہے۔ ایمان اس وقت کا لائجہ ہب و غصہ تو لا و تبریزی اساتھ ساتھ ہے۔

تین۔ اس نے خدا و رسول کی پیروی کی ہے اس طرح ان کے پیروی کا دل میں شمار ہو گا۔

چار۔ مستحقوں لعنت پر لعنت کر کے خدا کی اطاعت کی ہے اور خدا کی اطاعت عبادت ہے اس بنا پر اگر خدا کی خوشودی کیلئے لعنت کی جائے تو یہ عبادت ہو گی اور خدا کی عبادت ہی ہر بندہ موسیں کا مقصود ہے۔

کرسے۔ اصحاب کے درمیان جو اختلاف تھا اس کا ذکر کرسے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کے دلوں میں صحابہ سے بعض دعاویٰ میں پیدا ہوتے ہے اور اصحاب کی تنقید اور مذمت کے اسباب فراہم ہوتے ہیں۔ "اصوات عشق المقرب" (۲۲۳)

**۱۶۔ لعنت سخیب ہے یا واجب؟**  
مندرجہ ذیل بالوں پر غور کرنے سے بہ بات واضح ہو جائیگی کہ تمدن دین پر لعنت کرنا اسی طرح واجب ہے جس طرح بقیرہ واجبات۔

**الف۔** قرآن کریم میں جس طرح رسول خدا ان کے الہ بیت علیہم السلام اور رسول میں سے محبت و مودت کو ضروری اور واجب قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح دشمنان دین سے عقیدت و محبت کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے "لَا تَحْجُدُ قَوْمًا يَوْمَنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْأَخْرِيْبِ وَالْوَادِ وَمِنْ حَادَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَوْكَانُوا بِالْأَهْمَمِ وَإِنَّا هُمْ أَخْوَانُهُمْ عَتَيْرُهُمْ" (بخاری ۲۲) آپ کبھی نہ بھیں گے کہ جو قوم اللہ اور روزی قیامت پر بیان رکھنے والی ہے وہ ان لوگوں سے دوستی کر رہا ہے۔ جو اللہ اور اس کے رسول سے شمشنی کرنے والے ہیں چاہے وہ ان کے باپ، دادا، یا اولاد یا بھائی یا قوم و قبیلہ والے ایسی لوگوں نہ ہوں۔ اس بنا پر اولیا والی ہی سے صرف قبیلی محبت اور لکاؤ ہاف نہیں ہے بلکہ اس کیسا حصہ ساتھ دل کو دشمنان دین کی محبت اور طرفداری سے پاک صاف رکھتا بھی ضروری ہے۔ وہ شخص جس نے حضرت رسول خدا کے فرزند عزیز کو قتل کیا ہو کیا یہ شخص پیغمبر کرم ﷺ کی محبت کا خویدار ہو سکتا ہے۔ یہ ناممکن ہے کیونکہ "دشمن کا دوست دشمن شمار کیا جاتا ہے" خوارزمی نے حضرت رسول خدا سے یہ روایت نقل کی ہے۔ رسول خدا اس نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ "لَا يَقْبَلُ اللَّهُ أَيْمَانَ عَبْدَ إِلَّا بِالْوَلَانِهِ وَالْمَرَأَةَ مِنْ أَهْدَاهُمْ" (مناقب نوادر زمی ۴) خداوند عالم کسی کا بیان اس وقت نہ کروں نہیں کرے گا جب تک اس کے دل میں علی کی محبت اور ایمان کے دشمن سے برآت نہ ہو۔

اس بنا پر ہر مسلمان کیلئے لازم اور ضروری ہے کہ وہ رسول اور اک رسول سے پر ٹھوک محبت کے ساتھ ساتھ دین کے دشمنوں سے نفرت کرے اور اپنے دل میں ان کی طرف فراہمی جھکاؤ جسوس نہ کرے۔ اور لعنت اس علی نے نفرت کا اظہار ہے۔ اس لئے دشمنان دین پر لعنت کرنا تکمیل ایمان کیلئے لازم ہے۔ "لَا گَذَّشَتَهُ سَوْالُوْنَ كَيْمَلَ ایمانَ کیلئے لازم ہے خدا کی خوشودی کیلئے دشمنان دین سے جہاد کرنے کے درجات ہیں۔" لعنت سب سے کم درجہ جہاد ہے جو کوئی دین کی اصرفت، اور بعد ہر مسلمان پر لازم وابسب ہے اور لعنت سب سے مہول درجہ ہے اس لئے یہ لعنت ہر ایک پر جب ہے۔

**ج۔** قرآن کریم کے مطابق حضرت داود اور جناب عیسیٰ علیہما السلام نے بنی اسرائیل کے کئی کاروں پر لعنت کی ہے (رمادہ ۶) اس امت کے مزدین پر ملاکر نے لعنت کی ہے (آل عمران ۱۰۶) گذشتہ صفحات میں یہ بات بیان

# حضرت علیہ السلام میدان قیامت میں

حضرت امام حسین علیہ السلام کے زائرین کی خصوصیات و منزالت کا  
تذکرہ کریں گے

حضرت امام حسین علیہ السلام اور حضرت امام مہدی علیہ السلام  
میں خاص ربط ہے۔ زیارت غاشوریں دوچھو حصہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کا تذکرہ کیا گیا ہے اور حضرت چھوٹے سا حصہ امام حسین علیہ السلام کے خون ناحق کا انتقام لینے کی دعائیں کی گئی ہیں اور ادھر دعائے نذریں حصہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو اس طرح یاد کیا گیا ہے۔  
”ابن الطالب بدم المقتول بکربلا“ خون شہید کربلا کا مطالب کرنے والا ہماں ہے؟ قیام امام حسین اور ظہور حضرت مہدی علیہما السلام میں مانافت ایک جدا گانہ موضوع ہے۔

جب حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور پر نظر ہوگا اور لوگوں کی رجحت ہوگی۔ امام حسین علیہ السلام کی رجعت کا مخصوص اندانہ ہوگا۔  
”پھر اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس شان سے تشریف لا یں گے کہ روئے اوزخون مطہر سے رنگین ہوگا۔ اصحاب باونا ہمراہ ہوں گے۔ آنحضرت جب دھمکیں کے توبہت روئیں گے اور آنحضرت کے روئے سے تمام ابی زین و اسمان گزرے زین گے۔ حضرت علی اور حضرت امام حسن علیہما السلام، امام حسین علیہ السلام کے ذاتی جانب کھڑے ہوں گے۔ اور حضرت قاطرہ زہراء السلام علیہما باس طرف کھڑے ہوں گی۔ حضرت رسول خدا امام حسین علیہ السلام کا بوس لیں گے۔ سینتے سے لگائیں گے۔۔۔۔۔“

”واقعات کریا بیان ہوں گے۔۔۔۔۔“  
یہ ایک ایسی مجلس ہوگی جس میں سامعین رسول خدا، فاطمہ زہراء آئمہ متصوفین، شہداء..... علیہم السلام ہوں گے۔ اور مصائب خود امام حسین علیہ السلام بیان کر رہے ہوں گے۔۔۔۔۔“ عجیب عالم ہوگا۔ کاشیں ہیں جیسی اس مجلس میں شریک ہونے کی سعادت نصیب ہو۔ (بخاری ۵۳/۲۳)

میدان قیامت میں بھی سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام

حضرت سید الشہداء امام حسین علیہ السلام کی ذات باہر کت خصوصیات کا مجموعہ ہے۔ ان خصوصیات کا سلسلہ قبل ولادت سے میدان محسن تک پھیلا ہوا ہے۔ آپ کی خیرولادت، ولادت، شہادت، مدفن، تربت پاک، اصحاب باونا، اعزاء، زیارت، حضرت۔۔۔۔۔ سب خاص خصوصیات کے حامل ہیں۔  
ولادت سے سلسلے پاولادت کے بعد جب بھی کسی بزم میں حضرت سید الشہداء علیہ السلام کا تذکرہ ہوا۔ لوگوں نے آنکھوں میں آنسو لگایا اور مجلس عنبر یا ہونگی۔ ولادت کے بعد حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آغوش مطہر میں لیا تو مولود کا چہرہ الزر دیکھا اور آنکھیں ڈوب دیا گئیں۔ بھیجی گلے کا بوسہ لیا تو آنسو جگاری ہو گئے۔

جب عظیم المرتبت خاک میں دفن کروی حاجتی ہے تو وہ جانشین مقدس بنتی ہے اور اس کی زیارت کی حاجتی ہے لیکن مرقد مظلوم حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی شان ہی نہیں تزالی ہے۔ ابھی واقعہ کربلا رومنا بھی نہیں ہوا تھا۔ ابھی امام حسین علیہ السلام کی ولادت بھی نہیں ہوئی تھی اور انیا اکرام علیہم السلام اس سرزین پاک کی زیارت کرتے اور ظلم کرتے والوں پر لعنت صحیح تھی۔ خاک کربلا کو سوچتے تھے اور فرماتے تھے ”فیاک یہ دفن فی القمر الازھر رعوام ۵۹۳/۱۔ کامل الزیارات ۷۴) تا بندہ چاند تیری آغوش میں دفن ہو گا۔ حضرت علی علیہ السلام کا گذرا اس سرزین سے ہوا تو پیغمبر میری تک آنسو بھاتے رہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی مصیبتوں کو یاد کر کے روئے رہے۔

انیا اکرام اولیاء نظام ہر ایک کی قبر اطہر لائق صد احترام ہے ذریعہ قرب خدا ہے۔۔۔۔۔ لیکن اس کی خاک میں شقاوے کی تاثیر حضرت سید الشہداء علیہ السلام کی تربت پاک سے خصوص ہے۔ سجدہ کا قواب جو اس تربت پاک سے خصوص ہے وہ کسی کو حاصل نہیں ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی بات بات میں خصوصیت ہے۔ تمام خصوصیات کا تذکرہ یہاں مقصود نہیں ہے۔ یہاں رجحت، قیامت میں حضرت امام حسین علیہ السلام کا مقصود اندانا اور میدان قیامت میں

● "زائرین امام حسین علیہ السلام سے قیامت میں دریافت کیا جائے گے۔" کہا تھا امام حسین کی زیارت سے تمہارا مقصود کیا تھا؟ کہیں گے رسول خدا علی مرتضیٰ، فاطمہ زیرہ امام حسن و حسین علیہ السلام کی محبت اور خوشودی..... ان سے کہا جائے گا۔ یہ محمد علی، فاطمہ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ تم لوگ ان کے ساتھ ہو۔ رسول خدا کے پر حرم تھے جمع بوجاد۔ یہ لوگ پر حرم کے پنج ہجت ہو جائیں گے۔ پر حرم (اواعد) حضرت علی علیہ السلام کے دست مبارک میں ہو گا۔ یہ لوگ اسی پر حرم کے پنج چلتے جلتے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

(کامل الزیارت ۱۲۱۔ وسائل ۱۰۷۸ء)

● "حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے ایک فرشتہ پل صراط پر ہوا ہو گا۔ جو پل صراط کو حکم دے گا کہ زائرین امام حسین علیہ السلام کے لئے ہوا رہ جاؤ اور جہنم کو حکم دے گا کہ یہی حرارت اس تک پہنچنے پا سے اور یہ فرشتہ زائر کو حضرت علی علیہ السلام تک پہنچانے کا۔"

(کامل الزیارت ۱۲۲۔ بخار ۱۰۸۷ء)

● ..... جب زائر کا انتقال ہوتا ہے تو حرمت کے فرشتے نازل ہوتے ہیں۔ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں اس کے جنازہ میں شریک ہوتے ہیں اور اس کی قبر تاحد نظر کشادہ ہوتی ہے۔

(کامل الزیارت ۱۳۳۔ بخار ۱۰۸۷ء۔ مسند رک ۲۱۵/۲)

● جوامِ حسین علیہ السلام کی زیارت کرے گا قیامت میں رسول خدا اس سے مصافی کریں گے۔

(کامل الزیارت ۱۱۸۔ تہذیب ۴/۳۷)

● حضرت علی علیہ السلام حوض کو شرپر اس سے مصافی کریں گے۔

(بخار ۱۰۸۷ء۔ کامل الزیارت ۱۲۳)

● حضرت امام حسین علیہ السلام سے حضرت رسول خدا نے فرمایا "یہی امت کے کچھ گروہ ہماری قبروں کی زیارت ہماری خوشودی کے لئے کریں گے۔۔۔ میں قیامت میں ان کے بازو پکڑ کر قیامت کی سختیوں سے نجات دلاؤں گا۔۔۔"

(کامل الزیارت ۹۵۔ مقتول خوارزی ۱/۱۶۷)

● اگر جایر حاکم کے فریبے زائر حسینؑ راہ میں قتل کر دیا جائے تو خون کے پہلے قطرہ پر اس کے تمام گناہ میان کرفیتے جائیں گے۔ اور اس کو یہ حق دیا جائے گا کہ وہ اپنے اہل خاندان کی اور ایک ہزار برادر ان منون کی شفاعت کرے۔

(کامل الزیارت ۱۲۷۔ مسند رک ۲/۹۰۔ بخار ۱۰۸۷ء)

● جو شخص روزِ عرفہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کو زیارت کرے گا۔ قیامت میں اس کا کیلیجی مرضیار ہے گا۔

(صبح المتجدد ۹۴م۔ صبحانِ کفی ۵۰۔ وسائل ۱۰۷۸ء)

● "جو عرفت کے ساتھ ساتھ حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کرے گا۔ خداوند عالم، علیہم یعنی میں اس کا نام درج کرے گا۔"

ایک خاص اندزاد سے تشریف لائیں گے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا "قیامت کے دن فاطمہ صلوuat اللہ علیہا عورتوں کی ایک جماعت کے ہمراہ تشریف لائیں گی۔ ان سے کہا جائے گا کہ جنت میں تشریف لے جیں، فرمائیں گی میں اس وقت تک جنت میں نہ جاؤں گی۔ جب تک یہ معلوم ہو جائے کہ میرے فرزند کے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔"

● دھکیں گی حضرت امام حسین علیہ السلام کھڑے ہوئے ہیں اور ان کے جسم اٹھ پر ستر نہیں ہے یہ دیکھ کر ایک زبردست چیخ ماریں گی اور چیخ سن کر میں بھی چیخ مار کر روؤں گا اور نہیں دیکھ کر تمام ملائکہ رونے لیں گے۔ اس وقت خداوند عالم کو غصب آئے گا۔ جہنم کو روشن کرنے کا حکم دیا جائے گا جو ایک ہزار سے دیکھتے دیکھتے کالا ہو گیا ہے۔ اس میں کسی طرح کی کوئی راحت نہیں ہے اور کوئی غم و الم اس سے باہر نہیں ہے۔ اس وقت اواز آئے گی۔ امام حسین علیہ السلام کے قاتلوں کو اس میں ڈال دو۔

(عوالم ۱۱/۳۱۔ ثواب الاعمال ۲۵۸۔ بخار ۳/۲۲۲)

● ایک روایت میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا "۔۔۔ قیامت میں امام حسین علیہ السلام رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس طرح تشریف لائیں گے کہ رآب کا سر اوندو دست مبارک پر ہو گا اس سے خون ٹک کر رہا ہو گا۔ رسول خدا خدا سے کہیں گے۔ خدا یا میری امت سے سوال کر انہوں نے میرے فرزند کو رسول قتل کیا۔۔۔"

(رامی طوسی ۱۴۲/۱۔ بخار ۵/۳۔ وسائل عوالم ۱/۳۳)

● تمام شہداء میں قیامت میں تشریف لائیں گے۔ شہداء عبد واحد آئیں گے خود شہداء کریما تشریف لائیں گے لیکن حضرت امام حسین علیہ السلام کا اندزاد ہر ایک سے جدا گاہ ہے۔

● جن لوگوں کو اس دنیا میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کا شرف عظیم نصیب ہوا ہو گا۔ قیامت میں ان کا بھی اندزاد ہرگز بہرگا۔ ان کی خصوصیات ہی کچھ اور ہوں گی۔ یہاں ہم اسیں بالتوں کا ذکر کریں گے جس کا تعلق میدان تحریر سے ہے۔

● "قیامت میں زائرین امام حسین علیہ السلام کو ایسا نور عطا کیا جائے گا جس سے مغرب و مشرق روشن ہو جائیں گے اور ایک منادی نمداد ہے گا یہ وہ ہے جس نے امام حسین علیہ السلام کی زیارت کی ہے۔

(کامل الزیارت ۱۳۳۔ بخار ۱۰۸۷ء۔ مسند رک ۲/۱۱)

● ..... قیامت میں ایک ندا آئے گی زائرین امام حسین علیہ السلام کہاں ہیں۔ یہ آواز سنتے ہی بہت سے لوگ جمع ہو جائیں گے ان سے کہا جائے گا۔ تم لوگ جسے چاہو ہاتھ پکڑ کر جنت میں لے جاؤ۔۔۔

(کامل الزیارت ۷۷۔ بخار ۱۰۸۷ء۔ مسند رک ۲/۲۰)

# دلارم

مثال بدرجواصل ہوا کمال مجھے  
 گھٹاکھٹا کے فلک نے کیا مہال مجھے  
 کرم جو مجھے دنیا ہوئے طلب ہے فقر ہوں پہیں عاد سوال مجھے  
 عم حسین میں کہتا ہے زخم دل ہر دم ہو جگر کا ہے، اگر سو انہاں مجھے  
 تری مدد کا فقط، یا علیٰ بھروسہ کسی کی اس نہیں وقت انتقال مجھے  
 یونخز کو کلی باشنا ہی دنیا کے غلام حسین اگر قبر پڑا بل مجھے  
 حسین کہتے تھے پردگار ہو گواہ کُقل کرتے ہیں ناقہ یہ خصال مجھے  
 جی پیٹوں کی لاشیں تو کتنی تھیں نیز پچھا لکھ مرنے کا مطلع نہیں جان مجھے  
 فدا کروں گہرے یہاں میں زہر اپر دئے تھے حق اسی واسطے بہ لال مجھے  
 اجھتاں توں کو جب ل تو کہتی تھیں بالوں دکھائے اعلیٰ اصرع جھنڈوں بانچھے  
 بدوا جو کہتے تھے اعدام را صفر سے تو بالوں کتھی تھی اتنا نہ دو ملاں مجھے  
 خدا کے واسطے مقتل میں مجھکو نہیں دو کہ شب کو چونکے ہنڈے کا میرالان  
 حسین کہتے تھے اپنے فرسے کرتا ہوں مدد کا وقت ہے اے بے کسی بھال مجھے  
 اندھیری قبر میں مشکل انسیں ہے بہت  
 دکھاؤ یا علیٰ اب چاند سا جمال مجھے

میکر انیس

ایسو سی ایشن آف امام مہدی  
 پوسٹ بس ۵۰۰۶ بیسی ۹

دوسری روایت میں ہے "اعلیٰ علیسی میں نام لکھے گا۔"  
 (عبدون اخبار الرضا ۲۳۷ - وفات العقبی ۱۵ مقتل خارزی ۱۴۹) (۱۴۹)  
 خداوند عالم مبارکات کرتے ہوئے ملائکہ سے فرمائے گا۔  
 یہی زائرین حسینؑ کے حیبؑ ہیں اور محمد سیرے حیبؑ ہیں۔  
 (دکمال الزیارتہ ۱۴۸ - بخار ۱۰۶۷ - وسائل ۳۸۹/۱)

"..... قیامت میں امام حسین علیہ السلام عرش الہی کے نیچے  
 تشریف فراہوں گے۔ زائرین اور شیعہ ان کے گرد ہوں گے۔ تاکہ  
 کرامتوں، شہادتوں، خوشایموں کو دیکھیں۔ ..... حور عین حناؤندرے  
 یہ پیغام لائیں گے۔ کہم کہم سے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔  
 (ذو ادر علی بن اسbat ۱۴۳ - بخار ۱۰۵۷)

"..... امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت فشار قبر سے  
 سجاہت دلاتی ہے۔  
 (دکمال الزیارتہ ۱۴۸ - بخار ۱۰۱۱ - مستدرک ۱۳۵/۲)

"..... قبر مطہر حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والا  
 قیامت کی سختیوں سے مامن ہے گا اور اس کا نامہ اعمال اس  
 کے فلہنسے ہاتھ میں دیا جائے گا۔"

(دکمال الزیارتہ ۱۴۲ - بخار ۱۰۷۶ - وسائل ۳۸۸/۱)  
 "..... امام حسین علیہ السلام کی زیارت کرنے والے قیامت میں  
 نذرانی دستر خان پر ہوں گے۔  
 (دکمال الزیارتہ ۱۴۳ - بخار ۱۰۱۰ - رسائل ۰/۱)

"..... امام حسین علیہ السلام کے زائرین کو قیامت میں لوگوں پر فضیلت  
 حاصل ہوگی۔ راوی نے دریافت کیا۔ کیا فضیلت حاصل ہوگی؟ امام  
 نے فرمایا؟ ..... وہ بقیہ لوگوں کی بہ نسبت چالیس سال  
 پہلے جنت میں داخل ہوں گے۔"

(دکمال الزیارتہ ۱۴۷ - بخار ۱۰۲۴ - رسائل ۱/۱)  
 "..... یہ تھیں حضرت امام حسین علیہ السلام کی قبر مطہر کی زیارت کرنے  
 والوں کی بعض خصوصیات اور فضیلیں۔ فضیل کے لئے ان کتابوں کی  
 طرف رجوع کیا جائے۔ جن کے حوالے پوچھئے گئے ہیں۔ جوبائی یہاں  
 ذکر کی گئی ہیں وہ عصمریں علیہم السلام کے ارشادات ہیں۔ ان  
 فضیلتوں کو دیکھنے کے بعد ہر خال ہیں کہ زیارت کی گئی کہاں کرنے کی  
 اجازت مل گئی۔ گناہوں کی ختمش اور ہے اور گناہ کی اجازت اور  
 ہے۔ باب اپنے فرزند کی بہت سی غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے  
 لیکن یہ غلطیوں کو معاف کر دیتا ہے کے لئے غلطیوں کا پڑا نہ ہیں  
 ہے۔ بیٹا غلطی کرے گا۔ تو باب کو تکلیف ضرور ہوگی اور صلح فرزند  
 وہی ہے جو باپ کی خرشنودی فرائم کرے نا رکھنی ہیں۔"